حق کتابت غیر محفوظ

اسی نام سے چھپوانے کی کھلی اِجازت ہے

نام کتاب	:	''تعلیم الایمان (صفات الٰہی رحمٰن اور رحیم پر غور وفکر کا طریقہ)
نام مصنف	:	مولانا مفتی محمد مصطفی مفتاحی
مرتب	:	عبداللہ صدیقی
سن طباعت	:	2012
کتابت	:	گریٹ گرافکس اندرون جمال مارکٹ حیدرآباد،فون:24402886
تعداد	:	500
قیمت	:	

::: ناشر :::

عظیم بُک ڈپو

نزد جامع مسجد، دیوبند یوپی۔

Mobile : 01336-310366 - Resi : 01366-223845

فہرست مضامین

سلسلہ	مضمون	صفحہ
۱	اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے	6
۲	رحمت آخر ہے کیا؟	7
۳	رحمٰن کی تفصیل	7
۴	رحیم کی تفصیل	11
۵	شان رحمت کو صحیح نہ سمجھنے سے انسانوں کی گمراہی	12
۶	اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات میں غور وفکر کرنے کا طریقہ	15
۷	کائنات کی رنگینی بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے	26
۸	رات اور دن اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت	28
۹	انسانوں میں اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا آنا اور وحی الٰہی عظیم الشان رحمتیں ہیں	30
۱۰	ہر اطاعت وفرمانبرداری پر انعام دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	31
۱۱	آپس میں تحفہ دینا اور خاطر تواضع اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	32
۱۲	طہارت انسانوں کیلئے بہت بڑی رحمت ہے	35
۱۳	وضو ایمان والوں کیلئے بہت بڑی رحمت ہے	35
۱۴	انسانوں کے لئے غسل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے	40
۱۵	تیمّم اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	42
۱۶	اذان اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے	42
۱۷	تمام انسانوں کو ایک آدم سے پیدا کر کے اللہ نے انسانیت پر بہت بڑا رحم کیا	45
۱۸	مساوات انسانی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	46
۱۹	نماز باجماعت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	47

فہرست مضامین

سلسلہ	مضمون	صفحہ
۲۰	کعبہ کو قبلہ بنانے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت	52
۲۱	نمازِ جنازہ مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی رحمت ہے	53
۲۲	رشتے ناطے اور خاندان اللہ تعالیٰ کی رحمت	55
۲۳	گناہوں پر فوراً عذاب نہ دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	56
۲۴	آپس میں سلام اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے	56
۲۵	اسلامی احکام میں سختی نہیں نرمی ہے	57
۲۶	دنیا کی چیزوں میں حرام وحلال اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	58
۲۷	نکاح کو حلال اور زنا کو حرام قرار دینا بھی اللہ کی عظیم الشان رحمت ہے	60
۲۸	بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کو دوبارہ نکاح کی اِجازت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے	62
۲۹	اسلام میں مردوں کو چار بیویوں کی اجازت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	64
۳۰	عورتوں کو ایک ہی وقت میں چار نکاح کی اجازت نہ دینا بھی اللہ کی رحمت ہے	65
۳۱	غیر ایمان والوں سے نکاح کو حرام قرار دینے میں اللہ کی رحمت	66
۳۲	سنگساری کا حکم اللہ کی رحمت ہے	67
۳۳	اسلام میں پردہ ایمان والوں کیلئے اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے	70
۳۴	شراب کا حرام ہونا ایمان والوں کیلئے اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے	73
۳۵	جوا کا حرام ہونا بھی ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	77
۳۶	سود کا حرام ہونا انسانوں کے لئے رحمت ہے	78
۳۷	قصاص کا حکم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے	79
۳۸	چوری پر ہاتھ کاٹنا ظلم وسختی نہیں	81
۳۹	حلال جانور کو کھانے کی اجازت دینا اور مردار کو حرام قرار دینا رحمت ہے	82

ذرا اِسے بھی پڑھئے

جب تک اِنسانوں کو اللہ تعالیٰ کا تعارُف نہیں کروایا جائیگا اُس وقت تک اُن میں اللہ کا اَدب و احترام، ڈر خوف، محبت پیدا نہیں ہوگی اور جب تک اِنسانوں کو اللہ تعالیٰ کے احسانات و اِنعامات نہیں بتلائے جائیں گے اُن میں اطاعت و فرمانبرداری کا شوق کیسے پیدا ہوگا؟ افسوس تو اِس بات کا ہیکہ جب ہم کِسی واعظ کی تقریر سُنتے ہیں تو اُس کی تقریر میں اور قرآن مجید کی تقریر میں بہت بڑا فرق محسوس کرتے ہیں۔ قرآن اِنسانوں کو آفاق اور انفس کی دعوت دے کر اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات سمجھاتا اور اطاعت و فرمانبرداری کی طرف بُلاتا ہے اور ہمارے مصلحین خالصِ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی ترغیب دے کر اطاعت کی دعوت دیتے ہیں، آخر اُن کی تقاریر کیوں آفاق و انفس کے ذکر سے خالی ہوتی ہیں؟ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ۹۹ صفات کے نام بتائے جاتے ہیں آخر اُن صِفات پر کیوں غور و فکر نہیں کرایا جاتا؟ ہمیں دِن رات مسائل کی تعلیم تو دی جاتی ہے، آخر معرفتِ الٰہی کی تعلیم کب دی جائے گی؟ عقلمندوں، دانشوروں، اور اَصحابِ فکر کے لئے یہ سوالات تلخ ضرور ہیں مگر غور طلب ہیں ایک عوامی نمائندہ کی حیثیت سے ہم اپنے اربابِ حل و عقد کے سامنے رکھتے ہیں (منجانب اِدارہ)

عبداللہ صدیقی

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے

رحمٰن اور رحیم یہ دونوں، لفظِ رحم سے بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔ لفظِ رحمت میں محبت، شفقت، فضل و احسان سب کا مفہوم داخِل ہے۔ قرآن مجید جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ کر کے مخلوقات کے ساتھ اس کے تعلق کو واضح کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کو بیان کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اِسم ذات (اللہ) کے بعد سب سے پہلا جو اسم صفت بیان کیا ہے وہ صفتِ رحمت یعنی اللہ تعالیٰ کے رحمٰن اور رحیم ہونے کا بیان ہے۔ اسکی وجہ یہ ہیکہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر سب سے زیادہ جو چیز چھائی ہوئی اور نمایاں ہے وہ صفتِ رحمت ہی ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو وہ واضح طور پر سمجھ میں آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا نظامِ ربوبیّت اور نظامِ عَدل بھی اسکی رحمت ہی کے گوشے ہیں۔ یاد رکھئے کہ صفتِ ربوبیّت' صفتِ عدل اور صفتِ رحمت سے بہت جلد محبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر کسی اِنسان کے بارے میں یہ معلوم ہوجائے کہ وہ انصاف پسند نہیں یا رحم دل نہیں تو لوگ اس سے دُور رہتے اور نفرت کرتے ہیں اسکے برعکس اگر کسی اِنسان میں محبت و شفقت ہو اور وہ انصاف کرنے والا ہو تو ہر شخص اس کو پسند کرتا ہے، اس سے محبت کرتا ہے اور اسکی عزت کرتا ہے (مثال رہبری کیلئے ہے برابری کیلئے نہیں)

اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے بارے میں جب معلوم ہوجائے کہ وہ بے انتہا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی پرورش کرنے والا اور زبردست انصاف

کرنے والا ہے تو بندے اُس سے محبت کریں گے، اُسی کو اپنا سہارا سمجھیں گے اور اُسی سے پناہ چاہیں گے۔ حاجتوں، ضرورتوں اور مصیبتوں میں اُسی کی طرف رجوع ہوں گے۔ اور اگر خدا میں بالفرض انصاف یا رحم نہ ہو تو بندوں کو اس سے محبت کیسے پیدا ہوگی؟ یہ لازمی صفات ہیں جو خدا میں ہونی چاہیں اور اللہ تعالیٰ سورۂ فاتحہ کے شروع میں ان ہی تین صفات کے ذریعہ اپنا تعارف کروا رہا ہے۔

رحمت آخر ہے کیا؟ کائنات میں جو کچھ ہے' وہ خوبی اور کمال کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیّت صرف زندگی ہی نہیں' بخشتی بلکہ زندگی کو حسین وخوبصورت اور راحت وسکون والی بنانا چاہتی ہے۔ کائنات میں صرف اور صرف پرورش ہی نہیں بلکہ پرورش کے ساتھ ساتھ، حسن، خوبصورتی، لذّت، سکون اور راحت بھی ہے' ہر چیز میں اعتدال ہے۔ بے اعتدالی کہیں نہیں، کائنات کا حسن و جمال اور یہ اعتدال کیا ہے؟ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جسکی وجہ سے ہر مخلوق کو زندگی کی بہار ورعنائی نصیب ہے

رحمٰن: یہ نام اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے نہیں بولا جا سکتا، بندوں میں کسی کا نام اس صفتی نام کے ساتھ ہو تو اس کو عبدالرحمٰن پکارنا ہوگا۔

رحمٰن کا صحیح ترجمہ دشوار ہے، آسان معنیٰ ہیں ''بہت زیادہ رحم کرنے والا'' قاضی بیضاوی جو بہت بڑے مفسر ہیں لکھتے ہیں کہ رحمٰن صرف اور صرف اسی کو کہا جا سکتا ہے جو اپنے رحم اور مہربانی میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہو' جس کے رحم اور مہربانی میں قطعی طور سے کوئی ذاتی مفاد نہ ہو، جو اپنی مہربانی وفیاضی کے دریا تو بہائے لیکن کسی طرح کا کوئی نفع وبدلہ بالکل نہ چاہے۔ اس کے برعکس انسان جب کسی پر رحم کرتا ہے تو اس کے پیش نظر اس میں کوئی نہ کوئی اس کا ذاتی مفاد، فائدہ، نفع اور غرض ضرور ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی انسان جب رحم کرتا ہے تو اسکے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اسے سخی اور مہربان سمجھیں یا اسے

کسی کے احسان اور ہمدردی کا بدلہ چُکانے کا ارادہ ہوتا ہے اور اگر دنیا کا کوئی مقصد پیش نظر نہ ہو تب بھی اتنا نِگاہ میں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا اجر وثواب ملے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ مخلوقات سے کوئی بدلہ اور نفع نہیں چاہتا۔ وہ تو بے نیاز ہے۔ کوئی انسان اسکی اطاعت وعبادت کرے یا نہ کرے اس سے اس کو کوئی فائدہ اور نقصان نہیں۔ وہ بدلہ کے خیال کے بغیر ہی رحم کرتا ہے اور ہر وقت کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جو رحمت کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہو۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کیلئے بھی لفظ رحمٰن نہیں بولا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رحمٰن نہیں ہے۔

کائنات کی مخلوقات جاندار ہوں کہ بے جان، کوئی ان میں ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کسی لمحہ اور کسی وقت مستغنی اور بے نیاز ہو، سورج، چاند، ستارے، سیارے، زمین، آسمان، ہوا، پانی، انسان، جنات، فرشتے، نباتات، حیوانات، جمادات، سب کے سب ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہی محتاج ہیں اور رحمت میں گھِرے ہوئے ہیں۔ کائنات میں جو حُسن، جمال، خوبی، لذّت، سکون اور اعتدال ہے وہ رحمت کی ہی وجہ سے ہے۔ فرض کیجیئے کہ کائنات تو ہوتی مگر اس میں یہ حُسن، جمال، لذّت، سکون اور اعتدال نہ ہوتا تو سوچیئے کہ کائنات کیسی ہوتی؟ کِتنی بے رنگ، بے مزہ، اور بے ڈھنگی ہوتی۔ مان لیجیئے کہ آپ نے یا کسی نے آدمی کو کھانا کھلانے کا پروگرام بنایا۔ اب کھانا کھلانے کی دو شکلیں ہیں۔ ایک شکل تو یہ ہیکہ دروازے کے باہر گلی میں اس آدمی کو کھڑا کر کے روکھا سوکھا کھانا دے کر بولیں کہ وہیں کھالو۔ دوسری شکل یہ ہے کہ گھر کو صاف سُتھرا کیا جائے۔ کمرے کو سجایا جائے اور اس کو اپنے گھر میں لا کر عزت واکرام کے ساتھ بٹھایا جائے، دسترخوان بچھا کر قسم قسم کے اچھے اچھے گرم گرم کھانوں سے اور پھل پھلاری سے ضیافت کی جائے۔ غرض یہ کہ اسکے آرام اور راحت کا پورا خیال رکھا جائے۔ ظاہر ہیکہ کھانا کھلانے کی یہ دوسری شکل پہلی شکل سے بہتر اور عزت دار

ہے۔اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہم اِنسانوں کیلئے ایسا ہی بہتر انتظام کیا ہے۔ یہاں حُسن و جمال بھی ہے لذت اور مزہ بھی ،راحت وسکون بھی ہے ، جو کچھ ہے انتہائی توازن و اعتدال اورڈسپلین کے ساتھ ہے۔

غور کیجئے کہ کائنات میں سب کچھ ہوتا لیکن مور،طوطے وغیرہ خوبصورت اور رنگ برنگ کے پرندے نہ ہوتے یا اگر پرندے تو ہوتے لیکن تمام پرندے کوؤں کی طرح کالے ہوتے تو کائنات کا کیا نقصان ہوتا؟ سوچیۓ گا تو سمجھ میں آئے گا کہ اس سے کائنات کا کوئی نقصان نہیں ہوتا‘ بلکہ رنگ برنگ کے پرندے دنیا کی زینت اور خوبصورتی کیلئے رکھے گئے۔سوچئے کہ آخر اِن رنگین پرندوں سے دنیا کو کس لئے سجایا گیا؟ اِنسانوں کیلئے،جو اِنسانوں کی دلچسپی اور راحت کا سامان ہیں۔

آسمان پر غور کریں کہ اگر آسمان کا رنگ نیلا نظر نہ آتا‘ رات میں تاریکی نہ چھاتی، تارے نظر نہ آتے تو کائنات کا کیا نقصان تھا۔سوچیۓ گا تو سمجھ میں آئیگا کہ کائنات کا تو کوئی نقصان نہ ہوتا‘ لیکن جو خوبصورتی ہے،جس سے اِنسان لطف اندوز ہوتا ہے وہ نہ ہوتی۔سوچئے کہ درخت اور پودے ہوتے مگر ان پر پتے نہ ہوتے یا سب ایک ہی اونچائی کے ہوتے یا سب کے پتے ایک جیسے ہی ہوتے تو تب بھی دُنیا چلتی،دُنیا کا کوئی نقصان نہ ہوتا،درختوں اور پودوں میں قسم قسم کا فرق اور اختلاف رکھ کر دُنیا کو کس کے لئے سجایا گیا؟ جانور ہوتے مگر وہ الگ الگ رنگ اور حیثیت کے نہ ہوتے بلکہ سب گدھے اور گھوڑے کی طرح ہوتے تب بھی دُنیا چلتی۔ پھول ہوتے مگر انکا الگ الگ ڈیزائن نہ ہوتا اور نہ ان میں خوشبو ہوتی تب بھی دنیا چلتی، پرندے ہوتے مگر سب کی آواز کوّے کی طرح ہوتی اور چوپائے ہوتے لیکن سب کی آواز گدھے کی طرح ہوتی تو بھی دُنیا چلتی، پھل ہوتے لیکن اُن میں الگ الگ خوشبو،مزے اور رنگت نہ ہوتی بلکہ

سب کے سب آم یا جام کی طرح ہوتے تو دُنیا کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔اِسی طرح غذائیں ہوتیں مگر اُن میں الگ الگ اقسام اور مزے نہ ہوتے تب بھی دُنیا چلتی، انسان ہوتے اور سب کے سب کالے اور بونے ہوتے تب بھی دُنیا چلتی،روشنی ہوتی اور اس میں کمی وزیادتی نہ ہوتی تب بھی دنیا چلتی،جنگل ہوتے لیکن اس میں جانور نہ ہوتے ،گاؤں اور شہر ہوتے مگر انکے ساتھ ندی،نالے،تالاب،باغ اور چمن نہ ہوتے‘ تب بھی دُنیا چلتی،زمین پر کوئی ہریالی،سبزی اور پھول والے پودے نہ ہوتے تب بھی دُنیا چلتی،غرض کائنات کے ایک ایک گوشہ پر نظر ڈالیں تو اس میں حُسن ہی حُسن‘لذّت ہی لذّت ہے،راحت وآرام کیلئے غضب کا سامان مہیا کر کے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پر رحم ہی رحم فرمایا ہے۔(آفاق وانفس پر مثالیں آگے آرہی ہیں)

اگر اللہ تعالیٰ مخلوقات کو پیدا کرتا اور پیدا کر کے دُنیا میں اُنکی پرورش کا معمولی سامان رکھ دیتا یعنی اس سامان میں کوئی حُسن ،خوبصورتی،لذت اور آرام نہ ہوتا اور اعتدال و ڈسپلین نہ رکھتا تب بھی پرورش تو ہوتی مگر حسن‘ خوبصورتی‘لذت‘ سکون نہ ہوتا اور زندگی لذت وراحت کے ساتھ نہ ہوتی۔اللہ تعالیٰ مخلوقات کو پیدا کرتا ہے اور پیدا کرنے کے بعد وہ صرف پالتا ہی نہیں بلکہ پروان چڑھانے کیلئے مسلسل محبت وشفقت،احسان اور فضل کا معاملہ کرتا رہتا ہے،یعنی وہ محض پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیتا بلکہ برابر رحم وکرم اور فضل کی بارش برساتا رہتا ہے۔اس بات پر بھی غور کیجئے کہ اسکی یہ رحمت بلا تفریق نیک وبد، چھوٹے بڑے،امیر غریب،جاندار اور بے جان سب کیلئے اس دنیا میں برستی رہتی ہے۔ وہ چوں کہ رحمٰن ہے اسلیئے سب کے ساتھ بہت زیادہ رحمت ہی رحمت کئے جاتا ہے۔

لفظ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا عمومی اظہار ہے۔یعنی رحمانیت وہ صفت ہے جس سے ہر مخلوق فائدہ اُٹھاتی ہے،مومن وکافر دونوں ہی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔اللہ کی رحمت

کی کوئی حد نہیں۔ وہ اپنی مخلوقات پر بہت زیادہ مہربان ہے، چنانچہ سورج سب کیلئے نکلتا ہے، پانی سب کیلئے برستا ہے، ہوا سب کیلئے چلتی ہے، پیداوار سب کیلئے اُگتی ہے۔ زمین سب کو اپنی پیٹھ پر جگہ دیتی ہے، حیوانات، نباتات، اور معدنیات سے سب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ آگ سب کیلئے جلتی ہے۔ درخت اور پودے سب کیلئے فائدہ پہنچاتے ہیں، جانوروں سے سب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

الرّحیم: پھر یہ بات کہ وہ صرف رحمٰن ہی نہیں رحیم بھی ہے، رحیم کے معنی بھی مہربان ہی ہے، لیکن ایسا مہربان مُراد ہے جسکی مہربانی کا مسلسل ظہور ہورہا ہے اور جس سے ایماندار لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ یعنی لفظ رحیم سے اللہ تعالیٰ کے کرم خصوصی کا اظہار ہوتا ہے۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ خصوصی طور سے بھی مہربان ہے، اسلئے اس نے انسانوں کی رہنمائی کیلئے اور انسانوں کو گھاٹے اور خسارے کی زندگی سے بچانے کیلئے پیغمبروں کو بھیجا اور پیغمبروں کو نمونہ بنا کر انسانوں میں رکھا اور پیغمبروں کے ذریعہ اپنی ہدایات اور تعلیمات سے انسانوں کو آگاہ فرمایا۔ جس سے انسانوں کو گناہوں اور نیکیوں کی تمیز ہوتی ہے، نیز حرام وحلال، پاک اور ناپاک کی تعلیم ملتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس پر نعمتوں کی بارش ہی بارش کی ہے تو اس پر فرض ہے اور ضروری ہیکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہے۔ گر چہ اس اطاعت وفرمانبرداری پر کوئی اجر وثواب دینا اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ضروری بھی نہیں، کیوں کہ وہ دوسری مخلوقات کی طرح اگر انسانوں کو محض اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دے دیتا اور اس پر اجر وثواب کا وعدہ نہ بھی کرتا تو اس سے نہ کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ اس پر ضروری تھا کہ وہ انسانوں کی اطاعت وفرمانبرداری پر اجر وثواب عطا فرمائے، مگر چوں کہ وہ رحیم بھی ہے اسلئے یہ اسکا مزید احسان، کرم، فضل

اور مہربانی ہے کہ اس نے انسانوں کی اطاعت وفرمانبردار پر ثواب کا وعدہ کیا ہے، بلکہ تھوڑی سی اطاعت پر بھی زیادہ ثواب دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے، وہ انسانوں کو اپنی اُسی شانِ رحیمی کی وجہ سے جنّت اور جنّت کے اعلیٰ درجات اور نعمتیں عطا فرمائے گا اور جنّت کا وارث بھی بنائے گا۔ چھوٹے چھوٹے کاموں پر بڑے بڑے انعامات دیگا۔ وہ اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کو اُن کی توبہ قبول کر کے دنیا میں بھی اپنی اُسی شانِ رحیمی کے سایہ میں ڈھانپ لیتا ہے اور آخرت میں بھی ڈھانپ لے گا۔

شانِ رحمت کو صحیح نہ سمجھنے سے انسانوں کی گمراہی

دنیا کی تاریخ بتاتی ہے اور قرآن نے بھی پچھلی قوموں کے جو حالات پیش کئے ہیں، اُس سے یہ بات معلوم ہوتی ہیکہ مختلف زمانوں میں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کو صحیح نہیں سمجھا جس کی وجہ سے وہ افراط اور تفریط کے شکار ہوئے اور گمراہی میں جا پھنسے۔

دنیا کی مشرک اور بُت پرست قوموں نے اللہ تعالیٰ کی قہر وغضب والی صِفت کو غلط انداز سے سمجھا، چنانچہ انہوں نے کائنات کے خالق اور شہنشاہ کو بھی دُنیا کے بادشاہوں پر قیاس کر کے یہ تصوّر قائم کرلیا کہ جب دُنیا کے بادشاہ جو چھوٹے چھوٹے علاقوں کے بادشاہ ہو کر بھی اِتنا رُعب ودبدبہ رکھتے ہیں کہ اُن کے مقرّبین اور درباریوں کے سوا کسی کی پہنچ اُن تک نہیں ہوسکتی اور اُن کے سوا نہ کسی کی ہمت ہوسکتی ہیکہ وہ اُنکے سامنے جائیں اور بات کریں، وہ جس کسی کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں، تو جو ساری کائنات کا بادشاہ ہے اسکے جلال وجبرت اور اس کے قہر وغضب کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ کون اُس سے بات کرنے اور اپنی درخواست پیش کرنے کی ہمّت کرسکتا ہے۔ اس طرح ان کے نزدیک خدا کا تصوّر ایک خوفناک اور ہولناک ہستی کی حیثیت

سے قائم ہوا اور پھر یہ تصوّر اپنے ذہن سے قائم کرلیا کہ جب دنیا کے بادشاہوں کے پاس اسکے درباری اور مُقربین کے ذریعہ ہی جایا جاسکتا ہے تو جو پوری کائنات کا شہنشاہ ہے، اس کے پاس بھی بلا کسی واسطے کے نہیں جایا جاسکتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ذہن سے کچھ مقربین اور درباریوں کو ایجاد کرکے ان کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ اور واسطہ سمجھ لیا' پھر ان کو راضی وخوش رکھنے کیلئے انکی پرستش بھی شروع کردی۔ آسمانی کتابیں رکھنے والی قومیں اگرچہ خدا کے صحیح تصوّر سے نا آشنا نہیں تھیں لیکن تربیت نہ ہونے اور مشرک قوموں کے اثرات سے اُنکے بھی عقائد میں بگاڑ پیدا ہوگیا اور وہ بھی گمراہی کے شِکار ہوگئیں، انکے ذہن میں بھی خدا کی جمالی صفات پر اسکی جلالی صفات کا رنگ غالب ہوگیا۔ چنانچہ تورات کے مطالعہ سے یہ حقیقت صاف معلوم ہوتی ہیکہ یہود نے خدا کے قہر وجلال کی داستانیں اتنی بڑھادی تھیں کہ اسکے مقابل میں خدا کے رحمان اور رحیم ہونے کا تصوّر بالکل باقی نہیں رہا تھا، اسکا اثر یہ ہوا کہ انہوں نے بھی مشرک قوموں کی طرح اللہ کی رحمت حاصِل کرنے کیلئے بزرگوں کے وسیلہ کو ضروری سمجھ لیا، پھر یہ بھی سمجھ بیٹھے کہ تنہا وہی خدا کے محبوب وچہیتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی گھڑ لیا کہ خدا کا جو بھی قہر وغضب ہوگا وہ بنی اسرائیل پر نہیں ہوگا بلکہ غیر بنی اسرائیل پر ہی ہوگا۔ نصاریٰ کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کے رحمٰن اور رحیم ہونے کا تصوّر تو بالکل ہی مٹ گیا ہے، اسی وجہ سے وہ توبہ اور استغفار کا راستہ اختیار نہیں کرتے، انکی گمراہی میں سب سے بڑا دخل انکے اس وہم کو ہیکہ انسان چوں کہ ازلی وابدی گنہگار ہے اور اسکی نجات کی کوئی شکل ہی نہیں ہے۔ اسی لئے خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا تھا جو قربان ہوکر اپنے تمام ماننے والوں کے گناہوں کا کفارہ بن گیا۔

یہود کی گمراہی کے تعلق سے قرآن یہ بات واضح کرتا ہے کہ انہوں نے اپنے جرائم کی

پردہ پوشی کیلئے خدا کی رحمانیت ہی کی آڑلی تھی، ان کا تصوّر تھا کہ وہ نبیوں اور ولیوں کی اولاد ہیں۔ اس وجہ سے اوّل تو وہ دوزخ میں ڈالے ہی نہیں جائیں گے اور اگر ڈالے بھی گئے تو بس چند دن کے بعد نکال لئے جائیں گے۔

مشرکینِ عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بنا کر انکی پوجا کرتے تھے۔ انکا تصوّر یہ تھا کہ اوّل تو حشر ونشر کی باتیں محض خیالی ہیں لیکن اگر اُنکے اندر کچھ حقیقت ہے تو خدا کی یہ بیٹیاں سفارش کرکے ہم کو عذاب سے بچالیں گی۔

موجودہ زمانے میں بہت سے مسلمان رحمٰن اور رحیم کا غلط تصوّر لے کر یہ کہتے ہوئے گناہ کرتے ہیں کہ اللہ معاف کرنے والا ہے۔ اگر ہم گناہ نہیں کریں گے تو گناہ کرنے والی وہ دوسری اُمت پیدا کرے گا۔ یہ لوگ یہ بکواس بھی کرتے ہیں کہ جو لوگ خدا کی رحمت سے نا اُمید ہیں وہ گناہ نہ کریں۔ نیکیاں کرنے والے اللہ کے ڈر اور خوف سے نیکیاں کرتے ہیں اسلئے انکی نیکیوں میں جان نہیں ہوگی، ہم گرچہ گناہ کرتے ہیں لیکن اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں، اللہ ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ ماں اپنے بیٹے کی مصیبت کو برداشت نہیں کرسکتی، تڑپ جاتی ہے پھر بھلا اللہ اپنے بندہ کو عذاب دے کر کیسے برداشت کرے گا۔ اس قسم کی بکواس کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں پر مہربان ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کا قُرب تلاش کریں۔ اس کی اطاعت کریں اور نافرمانی نہ کریں۔ خدانخواستہ کبھی گناہ ہوجائے تو مایوس نہ ہوں بلکہ توبہ کریں اور اپنی زندگی میں سُدھار پیدا کریں۔ رحمت کا یہ تقاضہ بالکل نہیں ہے کہ رحمت کو بہانہ بنا کر گناہ کیا جائے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے وہ اللہ کی رحمت کی اُمید ہی نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان کو رحمت مطلوب ہوتی تو ہرگز گناہ نہ کرتے۔ اللہ کا قانون ہے کہ گناہ سے رحمت نہیں ملتی بلکہ عذاب ہوتا ہے۔ قرآن

مجید نے رحمٰن اور رحیم کا صحیح تصوّر دیتے ہوئے یہ تعلیم دی کہ اسکی رحمت اس کے عدل کو باطل نہیں کرتی، بلکہ اس کا عدل بھی اس کی رحمت ہی کا پہلو ہے۔ وہ متقیوں کو جو بشارت دیتا ہے وہ بھی رحمت ہے اور سرکشوں کو جو اِنذار کرتا ہے وہ بھی رحمت ہے۔ وہ اگر ظالموں اور سرکشوں کو اسلیئے معاف کردے کہ وہ بزرگوں اور نبیوں کی اولاد ہیں، کسی نے اُن کی سفارش کی ہے یا وہ اسکے (جھوٹے) بیٹے سے محبت کرنے والے ہیں تو یہ رحمت نہیں ہوگی بلکہ صریح ظلم ہوگا۔ اور اگر خدا ایسا کرے تو وہ خدائے رحمٰن اور رحیم نہیں ہوگا بلکہ نعوذ باللہ نہایت ظالم خدا ہوگا۔ وہ جب کہ رحمٰن اور رحیم ہے تو اسکی رحمت کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ گنہگاروں کو اُن کے گناہ کی سزا دے اور نیکوں کاروں کو ان کی نیکیوں پر اجر وثواب دے، ظالموں کو جہنم میں جھونک دینا اس کی رحمت ورحمانیت کے خلاف نہیں بلکہ یہ عین اس کی رحمت ہے۔ غرض یہ کہ اللہ کی رحمت صرف دنیا کی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ جو لوگ اسکی فرمانبرداری کریں گے اُنکے ساتھ اسکی رحمت ہمیشہ ہمیشہ دنیا کے بعد بھی رہے گی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ آیئے! ہم دُنیا کی چیزوں میں غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمجھنے کیلیئے اسکے احسانات، انعامات، اسکے فضل اور مہربانیوں پر غور وفکر کریں۔ یاد رکھیئے! اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمجھنے کیلیئے اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات، فضل اور مہربانیوں کو ذہن میں لانا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات میں غور وفکر

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے: پانی پر غور کیجئے۔ پانی تمام مخلوقات کیلیئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ پانی انسانوں پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں کو اپنے پیغمبروں کے ذریعہ عُمدہ واعلیٰ تہذیب وتمدّن سکھایا ہے اور

پانی کے استعمال کا بہترین طریقہ بتایا ہے۔ ذرا غور کیجئے! اِنسانوں کے پانی پینے میں اور جانوروں کے پانی پینے میں کیا فرق ہے؟ جانوروں کو جب پیاس لگتی ہے تو وہ نالیوں کا بہتا ہوا گندہ اور میلا پانی بھی پی کر اپنی پیاس بُجھا لیتے ہیں۔ مگر کمال ہے اللہ تعالیٰ کی پرورش کا کہ ان کو کوئی بیماری نہیں آتی۔

اس کے برعکس انسانوں کے پانی پینے پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اِنسان پر کتنی مہربانی فرمائی ہے جب اس کو پیاس لگتی ہے تو وہ میلا اور گندا پانی نہیں بلکہ صاف شفاف اور میٹھا پانی پیتا ہے، گائے بیل اور بھینس کی طرح برتن میں مُنہ ڈال کر نہیں پیتا یا کتے، بلی کی طرح پانی میں زبان ڈال کر نہیں چاٹتا، بلکہ پانی کو باقاعدہ صُراحی میں محفوظ رکھ کر صاف سُتھرے گلاس کے ذریعہ پیتا ہے۔ انسانوں کے علاوہ کوئی دوسری مخلوق صُراحی، گلاس کا اِستعمال نہ تو کرتی ہے اور نہ کرسکتی ہے۔

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیسا عُمدہ انتظام کیا ہے اور دوسری مخلوقات کے مقابلے میں ہماری کیسی قدر فرمائی ہے۔ اس احسان پر کیا ہم اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا نہیں کریں گے؟ بیشک ہم اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کریں گے ''الحمد للہ''۔ اِنسان کے سوا دوسری کوئی بھی مخلوق پانی کو اپنی مرضی کے مطابق گرم اور ٹھنڈا بنا کر استعمال نہیں کرسکتی، یہ صرف اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر احسان کیا ہے اور یہ اس کی رحمت ہیکہ اس نے انسان ہی کو اس بات کا اختیار دیا کہ وہ موسم کے لحاظ سے پانی کو ٹھنڈا اور گرم کر کے استعمال کرلے یہ طریقہ جانوروں اور دوسری مخلوقات کیلیئے نہیں رکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کی پرورش کا انتظام بالکل جانوروں ہی کی طرح کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا، جس طرح وہ نالیوں کا میلا پانی پلا کر اور سردی، گرمی کے موسم میں ایک ہی

پانی پلا کر جانوروں کی پرورش کر رہا ہے بالکل اسی طرح اگر وہ چاہتا تو انسانوں کو بھی میلا پانی ہی پینے کیلئے دیدیتا اور ہر موسم میں نیز تندرستی، و بیماری کی حالت میں ٹھنڈا اور گرم کا لحاظ کئے بغیر ایک ہی طرح کے پانی کا نظام کر دیتا۔لیکن اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر بہت بڑا احسان ہے اور اسکی رحمت ہیکہ اس نے انسانوں کو صاف، شفاف، ٹھنڈا میٹھا، اور ضرورت کے مطابق گرم پانی فراہم کیا۔ چنانچہ انسان کو سردی لگتی ہے تو چائے اور کافی پیتا ہے اور گرمی لگتی ہے تو ٹھنڈا شربت پیتا ہے، اگر انسان اللہ تعالیٰ کے اس ایک احسان کو بھی یاد کریگا تو وہ اپنے مالک سے بے انتہا محبت کرنے لگے گا اور جب اسکو اپنے مالک کی رحمت سمجھ میں آئیگی تو وہ اسکا شکر گذار بندہ بن کر اُسی کی فرمانبرداری کریگا۔کائنات میں اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوقات کیلئے اپنا جسم صاف کرنے کا یہ طریقہ رکھا ہیکہ وہ مٹی میں لوٹیں، چنانچہ چڑیا، مُرغی، اور گدھا مٹی میں لوٹ کر اپنے جسم کو صاف ستھرا کرتے ہیں مگر اِنسان پر اللہ تعالیٰ نے رحمت اور احسان فرمایا یعنی اسکو اعلیٰ اور عُمدہ طریقہ و تہذیب سکھایا کہ وہ اپنے جسم کو پانی اور صابن کے ذریعہ صاف سُتھرا کرے، اس طرح اسکو مٹی میں لوٹنے سے بچا دیا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر غور کرنا چاہیے۔ اور اپنے مالک کا شکر گذار بندہ بننا چاہیے۔ جانور عام طور پر نالوں، ندیوں اور تالابوں کا پانی پیتے ہیں اور صحت مند رہتے ہیں، انسان فلٹر کیا ہوا اور دواؤں سے صاف کیا ہوا پانی پیتا ہے۔ ریگستانوں میں دُور دُور تک پانی نہیں ملتا۔ اللہ کی رحمت دیکھئے کہ اس نے اونٹ کو اس قابل بنایا کہ وہ ہفتہ دس دن کے پانی کا ذخیرہ اپنے جسم میں محفوظ رکھ لیتا ہے۔ اسکے جسم میں اللہ نے پانی کی چھوٹی سی ٹانکی رکھی ہے۔ وہ میلوں چلنے کے باوجود پیاس سے پریشان نہیں ہوتا۔

بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور بہت زبردست رحمت ہے

سب سے پہلے بادلوں پر غور کیجئے، اللہ نے بادلوں میں مختلف رنگ رکھے ہیں، کچھ بادل سفید، کچھ لال اور کچھ کالے، غور کیجئے بادل اگر رنگین نہ بھی ہوتے تو دنیا اپنے بننے میں محتاج نہ تھی۔ اسکی وجہ سے آسمان پر دلکش مناظر پیدا ہوتے ہیں اور آسمان حسین و خوبصورت دکھائی دیتا ہیں، جن ملکوں میں بارش کم ہوتی ہے وہاں کے اِنسانوں سے پوچھئے کہ وہ بارش کیلئے کتنا ترستے ہیں۔ بارش سے انسان ہی نہیں، تمام جانور اور پرندے بھی خوشی مناتے، چہچہاتے، لطف اندوز ہوتے اور سُکون محسوس کرتے ہیں۔ درخت اور پودے بھی خوب لہلاتے ہیں۔ بارش کے برسنے میں اعتدال دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ بادل سے پانی کو ایک دم دریا اور ندی کی موجوں کی طرح نہیں گرادیتا، بلکہ پھوار یا موسلادھار بارش کی شکل میں جس طریقہ سے بھی برساتا ہے، تھوڑا تھوڑا ہی برساتا ہے اس امر پر بھی غور کیجئے کہ بارش کے قطرے ایک ہی سائز کے ہوتے ہیں، کیوں ہوتے ہیں؟ اسکی وجہ اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی ہیکہ وہ ایک ہی سائز کے ہوں، بادلوں میں نہ کوئی مشین ہوتی ہے اور نہ چھلنی کہ اسکے سوراخوں سے ایک ہی سائز کے قطرے بن کر نکلیں۔ پھر بھی تمام قطرے ایک ہی سائز کے ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، کاریگری، حکمت اور مشیّت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحبِ کمال ہے ''الحمدللہِ''۔

لباس بھی انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

انسان کے لباس پر غور کیجئے، لباس انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور احسان ہے، پوری مخلوقات میں انسان کو مخلوقات کا سردار بنا کر لباس کے ذریعہ زینت عطا فرمائی۔ انسان کے جسمانی عیبوں کو چھپایا اور حُسن و خوبصورتی کو دوبالا کیا۔ انسان میں

شرم وحیا کا جو جذبہ رکھا گیا ہے اس کا بھی تقاضا تھا کہ اس کو لباس عطا کیا جائے۔ دوسری مخلوقات کے لئے زندگی بھر کا ایک ہی لباس رکھا ہے۔ وہ پیدا ہونے سے مرنے تک ایک ہی لباس میں رہتے ہیں۔ ان کو اپنا لباس صابن سے دھونے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ وہ ہمیشہ پاک صاف ہی رہتے ہیں' کبھی میلے نہیں ہوتے۔ اُن کے اس لباس میں ہمیشہ نیاپن اور تازگی اور چمک رہتی ہے' یہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے جو اُن کو ایسا لباس عطا کیا' دوسری مخلوقات گرمی اور سردی کے موسم میں ٹھنڈا اور گرم لباس استعمال نہیں کرسکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف انسانوں کو یہ سہولت عطا فرمائی کہ وہ قسم قسم کا اور مختلف رنگوں کا لباس اِستعمال کرے اور پھر گرما میں ٹھنڈا اور سرما میں گرم لباس استعمال کرے۔ دوسری مخلوقات کو گرمی یا سردی ہوتی ہے تو وہ اپنے لئے اُون کے کپڑے، سوئیٹر اور بلینکٹ یا کاٹن کے کپڑے اِستعمال نہیں کرسکتے اور نہ ان کو اس کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لباس میں ہر موسم کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھ دی ہے۔ دوسری مخلوقات صرف ایک ہی لباس میں رہتی ہیں مگر انسان بار بار لباس تبدیل کرتا رہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسانوں کی بھی پرورش ایک ہی لباس پہنا کر جانوروں کی طرح کرسکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا' بلکہ اس نے انسانوں کو کئی طرح کے لباس عطا فرمائے۔ قسم قسم کے لباس بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے کئی چیزیں (میٹریل) پیدا کیا۔ ساتھ میں انسان کو عقل وہُنر کی دولت سے بھی نوازا' تاکہ وہ عقل وہنر کو استعمال کرکے مختلف چیزوں سے اپنے لئے طرح طرح کے لباس تیار کرسکے۔ قسم قسم کے لباس کے استعمال سے انسان کو زندگی میں لذت' سکون اور آرام ملتا ہے۔ فرض کیجئے کہ اگر لباس کی ایک ہی قسم ہوتی، مثلاً موٹا کھادی ہی ہوتا تو دنیا کی کِسی چیز کا کوئی نقصان نہیں ہوتا' لیکن انسان لُطف ولذت اور سکون وراحت سے محروم ہوجاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انواع

واقسام کے لباس عطا فرمائے۔ غرض یہ کہ ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کی حکمت وقُدرت اور فضل ورحمت عیاں ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حکمت وقدرت کو سمجھیں اور اس کے فضل ورحمت کا اعتراف کرکے اس کی شکرگذاری کریں۔

ہوا کو ٹھنڈا اور گرم کرکے اِستعمال کرنے کی آزادی بھی ایک بڑی نعمت ہے

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنی مخلوقات کیلئے زمین کے مختلف حصّوں کو مختلف آب وہوا والا بنایا' چنانچہ زمین کے بعض علاقے گرم کے گرم رہتے ہیں اور بعض سرد کے سرد اور بعض معتدل اور بعض سرد' گرم اور معتدل۔ پرندوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو موسم گرما کے شروع ہوتے ہی اپنے علاقوں کو چھوڑ کر میلوں سفر طے کرکے سرد علاقوں میں چلی جاتی ہے۔ جو پرندے اپنے علاقوں کو چھوڑ کر جا نہیں سکتے' اُن کے لئے اللہ تعالیٰ نے گھنے جنگل بنائے جہاں درختوں کی کثرت' اُن کو ہر موسم میں آرام' سکون وراحت پہنچاتی ہے۔ مگر اِنسان کا حال دوسرا ہے وہ اپنے شہروں اور محلوں کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا' ہمیشہ کاروبار کے ساتھ چمٹا رہتا ہے' چنانچہ دوسری تمام مخلوقات کے مقابلے میں انسان ہی وہ واحد مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اختیار دیا کہ وہ ہوا کو ٹھنڈا یا گرم کرکے استعمال کرلے۔ یہ بھی اِنسانوں پر اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا احسان ہے۔ دوسری مخلوقات کو گرمی یا سردی ہوتی ہے تو وہ نہ اپنے لئے پنکھا بناسکتی ہیں نہ کولر اور نہ ایرکنڈیشن مشین بناسکتی ہیں اور نہ ہیٹر بناسکتی ہیں' یہ سہولت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو دی ہے کہ وہ آرام وسُکون کے لئے گرمی میں پنکھا' کولر اور ایرکنڈیشن کے ذریعہ ہوا کو ٹھنڈا کرکے اِستعمال کرے اور سردی میں ہیٹر کے ذریعہ ہوا کو گرم کرکے اِستعمال کرے' کچھ مالدار لوگ پرندوں کی طرح نقل مقام کرکے گرما کے موسم میں اپنے علاقوں کو چھوڑ کر سرد علاقوں میں چلے جاتے ہیں لیکن عام لوگوں کیلئے نقل مقام کرنا مشکل ہے۔ اس

لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت دی ہیکہ اِنسان اپنے مقام پر رہتے ہوئے ضرورت کے مطابق ہوا کو ٹھنڈا یا گرم کرلے ۔ غور کیجئے' اگر اللہ تعالیٰ پوری دُنیا میں ایک ہی وقت میں گرما اور ایک ہی وقت میں سرما اور ایک ہی وقت میں بارش کے موسم رکھ دیتا تو پھر مخلوقات کو یہ آرام وراحت کہاں سے ملتی ؟ اور ان کو پنکھا' کولر' ایر کنڈیشن اور ہیٹر بنانے کی صلاحیت نہ دیتا تو انسان آرام وراحت کہاں سے حاصل کرتا تھا ؟ زندگی تو گذرتی مگر تکلیف اور مصیبت سے گذرتی ۔ پنکھا' کولر' ایر کنڈیشن اور ہیٹر نہ ہوتے تو دُنیا کا کوئی نقصان نہ ہوتا یہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اِنسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اُن کی راحت وآرام کے سامان پیدا فرمادیئے جس کی وجہ سے انسان کی پرورش کا اعلیٰ اور عُمدہ انتظام کیا گیا ۔ دوسری مخلوقات کے مقابلے میں انسان کو بیحد سہولت ، آرام اور عزّت عطا کی گئی ہے' انسان کو چاہیے کہ اس کی قدر کرے ۔ یاد رکھیئے ! ایک ایماندار بندہ اللہ تعالیٰ کے اِن احسانات کو یاد کر کے اس کا شُکر بجالاتا ہے اور شُکر ادا کرنے کیلئے اُسی کی فرمانبرداری کرتا ہے اور ناشُکرا اِنسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا اور ناشُکرا ہی بنا رہتا ہے

سواریوں کا انتظام بھی اِنسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے

اللہ تعالیٰ نے شروع دن ہی سے جانوروں کو ان کی ضرورتوں کے مطابق اعضاء اور صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں' جن جانوروں کو اُڑنا یا تیزی سے دوڑنا تھا' اُن کو ویسا ہی بنایا ۔ چنانچہ گھوڑا' اُونٹ' ہرن' کتّا' کبوتر اور چیل وغیرہ بہت سے جانور میلوں کا فاصلہ طے کرتے ہیں' چونکہ وہ کوئی سواری اِستعمال نہیں کرسکتے' اس لئے شروع ہی سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو خود تیز رفتاری سے دوڑنے اور اُڑنے کے قابل بنایا' کیوں کہ اُن کو ایسا ہی بنانے کی ضرورت تھی ۔ یہ بھی دیکھئے کہ دُنیا میں جتنے بھی جانور ہیں وہ صرف اپنے ہی

پیروں اور پروں سے چلتے' دوڑتے اور اُڑتے ہیں' اُن کیلئے کوئی سواری نہیں' وہ کسی پر سواری نہیں کرسکتے ۔ اُن کو یہ سہولت نہیں دی گئی' مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن کے ساتھ یہ ہے کہ وہ کوئی ورزش کئے بغیر صحت مند کے صحت مند رہتے ہیں' بوڑھے ہونے تک انسانوں سے اچھے رہتے ہیں' ان میں ہمیشہ پھرتی اور تیزی رہتی ہے وہ کسی کے محتاج نہیں بنتے' عام طور پر ان کو بیماریاں نہیں آتیں سوائے اس کے جو اِنسانی بستیوں میں پلتے ہیں ۔ جانوروں کے برعکس انسان سواری کا بھی محتاج ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس کے لئے سواری کا بھی انتظام کیا ہے اور ایک سے بڑھ کر ایک تیز رفتار سواری دی ہے اور دیتا جارہا ہے ۔ سواری کا نظام اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے ۔ کیوں کہ اس کے ذریعہ انسان بہت ہی آرام اور سُکون کے ساتھ سفر کر کے اپنی ضرورتیں پوری کرتا ہے ۔ غور کیجئے' اگر اللہ تعالیٰ اِنسانوں کو بھی دوسرے جانوروں کی طرح سواری نہ دیتا تو انسان کو کتنی محنت کرنی پڑتی ، بلا شبہ سواری بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے' کوئی کوئی سواری تو اللہ تعالیٰ نے اتنی تیز رفتار عطا فرمایا ہے کہ دِنوں کی مسافت گھنٹوں میں اور گھنٹوں کی مسافت تھوڑی دیر میں طے ہوجاتی ہے ۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اس نعمت پر اللہ کا شُکر ادا کرے ۔

مختلف قسم کی غذائیں بھی اِنسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں

غور کیجئے' اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں مختلف مخلوقات کیلئے الگ الگ غذائیں بنائی ہیں ۔ کسی کو صرف گھاس اور پتے کھلاتا ہے' کسی کو صرف گوشت کھلاتا ہے اور کسی کو صرف پھولوں کا اور پھلوں کا رس اور کسی کو صرف میوے کھلاتا ہے ۔ مگر اِنسانوں کیلئے مختلف غذاؤں کو پیدا فرما کر انسان کی خوب خاطر تواضع کر رہا ہے اور خوب لذت اُٹھانے کا

موقعہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اِنسانوں پر بے انتہا احسان اور رحمت ہے کہ اس نے مختلف ذائقوں اور مزوں کی غذائیں پیدا فرمائی ہیں' ایک ایماندار آدمی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پر اس کا شُکر ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ذرا غور کیجئے' اگر اللہ تعالیٰ اِنسانوں کیلئے صرف موٹا چاول اور صرف دال ہی غذا بناتا یا جانوروں کی طرح گھاس اور پتّے ہی غذا بناتا تو انسان کو وہی کھانا پڑتا اور اِنسانوں کی پرورش ہوجاتی' اس لئے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس طرح چاہے پرورش کرسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں کو جو غذائیں دی ہیں' اُن میں باریک چاول' خوشبودار چاول' طرح طرح کی ذائقے دار ترکاریاں' طرح طرح کے اَچار' بریانی اور مرغ' روٹی اور پراٹھے' ہریس' مختلف اَقسام کے میٹھے وغیرہ وغیرہ ہیں کسی مخلوق کو سوائے انسان اور جن کے اس طرح کی غذائیں کھانے کی آزادی نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اُن پر احسان ورحم ہے کہ وہ اُن کی ضیافت مزے دار غذاؤں سے کررہا ہے اور غذاؤں میں مختلف اقسام اور مختلف ذائقے رکھے' تاکہ انسان مزے اور لذتوں کے ساتھ زندگی گذار سکے۔ اگر انسان احسان فراموش نہ ہو تو وہ اپنے محسن کا شکر گذار ہی بنا رہتا ہے اور محسن ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ جانور اپنی غذائیں کچی کھاتے ہیں' ان کو پکا کر کھانے کی ضرورت ہی نہیں اور نہ وہ پکا سکتے ہیں۔ پکا کر کھانے کی سہولت اللہ تعالیٰ نے صرف اِنسانوں کو عطا فرمائی ہے۔

آگے غور کیجئے۔ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے گوشت کھانے کے قابل بنایا اور گوشت میں بھی اسکی خاطر تواضع مختلف اقسام کے گوشت سے کی جارہی ہے۔ کہیں مرغ کا گوشت' کہیں ہرن کا گوشت' کہیں بکری کا گوشت' اور کہیں گائے اور اُونٹ کا گوشت اور کہیں مچھلی کا گوشت' پھر ہر گوشت کا مزہ اور ذائقہ الگ الگ اللہ تعالیٰ نے رکھا۔ غور کیجئے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو صرف ایک ہی گوشت کھانے کی اجازت دیتا، مگر اس سے اِنسانوں پر

یہ احسان کیا کہ اس کیلئے ان گنت قسم کی غذاؤں کا اور گوشت کا انتظام فرمادیا۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ تمام نعمتیں ہر گھڑی یاد رکھنی چاہئیں اور ناشُکری نہیں کرنی چاہیے۔

اِنسان اور دوسری مخلوقات میں یہ فرق بھی ہے کہ انسان اپنی غذائیں صاف ستھرے برتن میں رکھ کر کھاتا ہے بعض جانور مٹی میں سے چُن کر یا کچرا اور کوڑا کرکٹ میں سے چُن کر کھاتے ہیں یا کھیتوں میں جاکر چرتے ہیں۔ انسان اپنی غذا باقاعدہ برتن اور پلیٹ میں رکھ کر کھاتا ہے دسترخوان بچھا کر کھاتا ہے۔ جانوروں کو انکی غذا سامنے زمین وغیرہ پر ڈال دی جاتی ہے۔ غور کریں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی عزت عطا کی گئی ہے اور اس کی کیسی قدر کی جارہی ہے۔ بعض مخلوقات ہاتھ کے سہارے کے بغیر اپنی غذا منہ سے اُٹھالیتی ہیں مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ سے منہ میں لقمہ ڈالنے کا طریقہ سکھایا ہے' اگر جانوروں کی طرح صرف منہ سے اُٹھا کر کھانے کا طریقہ رکھا جاتا تو بھی انسان کو کھانا پڑتا اور سوچئے کہ اِنسان کو کتنی دقّت ہوتی' دوسری مخلوقات منہ کو غذا کے قریب لے جاتی ہیں اور انسان غذا کو منہ کے قریب لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے اسکو سب سے زیادہ اُونچی اور اعلیٰ تہذیب عطا فرمائی ہے۔ افسوس کہ بہت سے لوگ ان تمام احسانات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بندے نہیں بنتے۔ اگر دنیا میں باریک چاول' خوشبو دار چاول' مختلف اقسام کے میوے اور ترکاریاں اور مختلف اقسام کی غذائیں نہ رکھی جاتیں تو دنیا کا کوئی نقصان نہ ہوتا، دنیا برابر چلتی لیکن سوچئے کہ غذاؤں میں اقسام رنگارنگی اور مزے نہ ہوتے تو انسان کو کتنی بے مزہ زندگی ملتی۔

دُنیا میں مختلف قسم کے پھول' پھل' اُن کے رنگ اور ذائقے انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں

اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں مختلف قسم کے پھول اور پھل پیدا فرمائے' پھولوں اور پھلوں میں مختلف قسم کے رنگ اور خوشبو رکھی' پھولوں کی رنگت' بناوٹ' اور خوشبو سے انسان کی طبعیت کو تازگی' سُکون اور فرحت ملتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پھولوں کو پیدا نہ کرتا تو اس سے دنیا کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہیں ہوتا لیکن انسان کا نقصان ہو جاتا' پھولوں سے جو تازگی اور فرحت دل کا سکون' آنکھوں کی ٹھنڈک ملتی ہے وہ اس کو نہ ملتی

غور کیجئے! اللہ تعالیٰ نے گُلاب کے پھول کو کتنا خوبصورت اور کتنا خوشبودار اور کتنے کتنے رنگوں میں پیدا فرمایا ہے' اسی طرح چنبیلی' موتیا' موگرا' کو سفید بنا کر بے انتہا خوشبودار بنایا اور عورتوں کیلئے زینت کا سامان پیدا فرمایا۔ اسلئے پھول پھر انکی رنگت' بناوٹ اور خوشبو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام پھولوں کو ایک ہی رنگ کا بنا سکتا تھا یا بہت سارے پھولوں کے بجائے صرف ایک ہی پھول بغیر خوشبو کے پیدا کرسکتا تھا مگر اس نے انسانوں کو ٹھنڈک اور سکون دینے کیلئے طرح طرح کے پھول پیدا کئے۔

انسانوں کو اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ پھولوں سے کون فائدہ اُٹھاتا ہے؟ انسان یا جانور؟ جانور تو پھول کو صرف دیکھتا ہے' نہ اس کی خوشبو سونگھ سکتا ہے اور نہ اس سے کوئی دوسرا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اِسی طرح غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے پھل پیدا کئے اور اس میں طرح طرح کے اقسام رکھے۔ پھر ہر موسم میں الگ الگ پھل دنیا میں بھیجتا رہتا ہے نیز اُنکی شکل وصورت اُنکے رنگ اور ذائقے بھی مختلف رکھے۔ آخر یہ سب مہربانیاں کِس کیلئے کی جارہی ہیں؟ یہ بھی دیکھئے کہ پھلوں میں رس دار' مغز دار' سوکھے بیج والے اور بغیر دانے والے پیدا فرمائے۔ اگر اللہ تعالیٰ پھل پیدا کرنے کے بعد اس میں طرح طرح کے ذائقے' اقسام اور رنگ نہ رکھتا اور کسی قسم کی مٹھاس نہ رکھتا' صرف کھانے کے قابل رکھتا یا صرف ایک ہی پھل پیدا فرماتا تو بھی انسان اس کو کھالیتا' مگر اس نے انسانوں کو

پھلوں کے کھانے میں رغبت' ذائقہ اور لذت دینے کیلئے طرح طرح کی خوشبو' ذائقے اور اقسام پیدا فرمائے تاکہ اِنسان کو ان کے کھانے میں لذت بھی ملے اور استعمال کے بعد قوّت بھی۔ کڑوی دواؤں اور ٹانکوں کی طرح یا بے مزہ ٹیابلٹس (Tablets) کی طرح فروٹ اور غذائیں نہیں کھلائی جارہی ہیں' غرض مختلف قسم کے پھل پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور اپنی رحمتوں کی بارش برسائی ہے' اگر انسان اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرے گا تو دِل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا اور عملی طور پر شکر گذار بندہ بننے کی کوشش کرے گا۔

کائنات کی رنگینی بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے

کائنات میں غور وفکر کیجئے' کائنات کوئی ویران گھر یا پریشانی اور گھبراہٹ کی جگہ نہیں' بلکہ دِلکش' رنگین اور حسین وجمیل جگہ ہے۔ جہاں انسان دلچسپی اور رغبت کے ساتھ زندگی گذارتا ہے۔ زمین پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی اور اس کے مختلف حصے' مختلف رنگ کے بنائے' پھر اس میں ریگستان رکھے۔ ریگستانوں کی خوبصورتی میں اور مٹی والی زمین کی خوبصورتی میں بہت بڑا فرق رکھا۔ زمین میں نشیب وفراز بنائے' پہاڑوں کو رکھا اور پہاڑوں کو مختلف رنگ کے بنائے۔ پہاڑوں پر چھوٹی بڑی چٹانوں کو اس انداز سے جمایا کہ ان کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اُنکو سجا کے رکھا ہے۔ بعض چٹانیں معمولی سہارے پر ٹکی ہوئی ہوتی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ کسی وقت بھی گر سکتی ہیں' پہاڑوں کے ان نظاروں اور ان کی بلندیوں کو دیکھنے سے انسانوں کو بہت لطف ملتا ہے۔ زمین کو درختوں' پودوں' چمن باغات اور جنگلات سے سجایا' جنگلات میں طرح طرح کے جانور رکھ کر انسان کیلئے دلچسپی کا سامان پیدا فرمایا' پھر ندی' نالے' تالاب اور دریاؤں کے ذریعہ زمین کی رونق کو دوبالا کردیا اور زمین کے خشک حصّہ کی چاروں طرف سے

سمندروں کے ذریعہ حصار بندی کی' سجاوٹ کا اہتمام دیکھئے کہ پہاڑوں پر برف جمادی' ندی نالے' تالاب دریا اور سمندروں میں پانی کے جانور خاص طور پر مچھلی کو کثرت سے پیدا فرمایا' مچھلیوں کو بھی دیکھئے کہ طرح طرح کی مچھلیاں پیدا فرمائی۔ زمین پر مختلف چوپایوں اور پرندوں کو رکھا' جن میں بعض انتہائی حسین اور خوبصورت ہیں' جن کی خوبصورتی اور رنگ دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ آسمان کو نیلا بنایا پھر اس میں مختلف رنگ پیدا کرنے کے لئے بادلوں میں مختلف رنگ بھر دیئے' کہیں کالے کہیں لال اور کہیں سفید۔ پھر رات کے وقت آسمان کو تاروں سے منوّر کر کے اس کی خوبصورتی میں بے انتہا اضافہ فرمایا۔ جس کو دیکھ دیکھ کر انسان سُکون، راحت اور مزہ لیتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کائنات کی ہر چیز کو ایک ہی رنگ کی بنا سکتا تھا، اگر دُنیا کے تمام پودے درخت' پہاڑ' جانور' چرند' پرند' زمین آسمان سب کے سب کالے یا سب کے سب سفید یا سب کے سب بے رنگ ہوتے تو بھی انسان کو زندگی گذارنا پڑتا اور انسان کی پرورش ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنی پیاری مخلوق انسان کو سُکون' راحت لذت اور آرام دینے کے لئے کائنات میں رنگینی پیدا فرمائی اور کائنات کی چیزوں کو مختلف رنگوں اور مختلف انداز کا بنایا۔ اس میں موسم رکھے' اس میں رات اور دن کو رکھا' اس میں سال اور مہینوں کو رکھا' اس میں منٹ اور سکنڈ رکھے' اس میں نر اور مادہ رکھے' اس میں سیر و تفریح کا انتظام بھی کیا اور کھیل کود کے سامان بھی رکھے' جس کی وجہ سے کائنات انسان کے لئے جاذب نظر اور دلکش بن گئی اور ان کو دنیا میں زندگی گذارنا آسان ہو گیا۔ انسان دن کے اوقات میں ہو یا رات کے اوقات میں زندگی گذارنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ وہ دلچسپی اور رغبت کے ساتھ زندگی گذارتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اِن احسانات کو یاد کر کے انسان کو شکر گذار بندہ بننا چاہیے۔

پہاڑ اور ان میں مختلف قسم کے پتھر بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں

دُنیا میں پہاڑوں اور اُن کی بلندیوں کے نظارے بھی انسان کیلئے انتہائی دلکش ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو صرف ایک ہی رنگ کے پہاڑ پیدا کر سکتا تھا' دنیا کو اپنے وجود میں آنے کے لئے کئی طرح کے پہاڑوں کی ضرورت نہیں تھی' صرف ایک ہی رنگ کے پہاڑ سے بھی دُنیا کی ضرورت پوری ہو سکتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کئی طرح کے پہاڑ پیدا کئے تا کہ انسان ان سے فائدے حاصل کرے انسان ان پہاڑوں ہی سے پتھر حاصل کرتا ہے۔ کوئی پتھر انتہائی قیمتی ہوتا ہے اور کوئی سستا' رنگ بھی ان کے کئی ہوتے ہیں' کوئی پتھر بھورا' کوئی کالا' کوئی سفید اور کوئی لال وغیرہ ہوتا ہے۔ انسان اِن کو دیواروں کی تعمیر وغیرہ میں استعمال کرتا ہے' کسی سے کھمبا بنایا جاتا ہے' کسی پتھر کو فرش کیلئے استعمال کیا جاتا ہے' بعض پتھروں کو دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے اور بعض پتھر مثلاً سُرمہ کے پتھر سے سُرمہ بنایا جاتا ہے۔ بعض قیمتی پتھروں کو زیورات میں لگایا جاتا ہے' غرض اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آسائش اور آرام کیلئے کیسی کیسی چیزیں دُنیا میں رکھی ہیں۔ سوچئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے یا نہیں؟ بلاشبہ رحمت ہے' ہمیں چاہیے کہ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کریں۔

رات اور دن کا آہستہ آہستہ آنا جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

دُنیا میں رات اور دِن کا آہستہ آہستہ آنا اور جانا مخلوقات کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے' اگر اللہ تعالیٰ دن شروع ہوتے ہی یعنی صبح کے وقت کو بھی دوپہر کی طرح یک دم روشن کر دے اور رات شروع ہوتے ہی ایک دم گھٹا ٹوپ اندھیرا کر دے' تو ذرا

غور کیجئے کہ مخلوقات کیلئے کتنی مشکل ہوجاتی، جس طرح کمرے میں یک دم بیحد اُجالا اور ایک دم بیحد اندھیرا ہوجائے تو آدمی کا کتنا بُرا حال ہوگا، اِسی طرح دُنیا کا حال ہوجاتا، اللہ تعالیٰ کا یہ ایک عظیم احسان ہے اوراس کی زبردست رحمت ہے کہ وہ صبح کو آہستہ آہستہ روشن کرتا ہے، پھر دن کی حالت بھی ایک جیسی نہیں رکھا، صبح کا موسم الگ ہے دوپہر کا موسم الگ ہے اور چار بجے کا موسم الگ ہے۔اسی طرح رات کی حالت بھی ایک جیسی نہیں رہتی، شام کا اندھیرا الگ، دس بجے کی رات الگ، پھر آدھی رات کا اندھیرا الگ اور پھر صبح صبح کا اُجالا الگ رکھا۔صبح کے اُجالے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صحت بخش بادِ صبا بھی رکھی ہے، جس کی وجہ سے انسان کئی بیماریوں سے نجات پاتا ہیرات اور دن کے آہستہ آہستہ آنے جانے سے وقت گذرنے کا بھی احساس ہوتا ہے اور کام کاج میں بھی سہولت ہوتی ہے، رات میں تاریکی اور ٹھنڈک نہ ہوتی تو انسان کو اپنی ایک بڑی ضرورت (نیند) پوری کرنے میں دقت ہوتی اور دِن میں روشنی نہ ہوتی تو دُنیا کے کاروبار میں پریشانی ہوتی۔یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی حکمت اور بڑی رحمت والا ہے۔

عُمدہ تہذیب اوراعلیٰ تمدن اِنسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے

پوری مخلوقات میں اِنسان اور جن ہی وہ مخلوق ہیں۔جن کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ تہذیب واعلیٰ تمدن سے آراستہ کیا ہے اور زندگی گذارنے کا سب سے اعلیٰ اور عُمدہ طریقہ سکھایا ہے، چنانچہ پوری مخلوقات میں انسان ہی وہ واحد مخلوق ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے کرسی،صوفہ پلنگ،اورتخت جیسی چیزیں بنا کر تہذیب وتمدن کے ساتھ زندگی گذارنے کی صلاحیت دی ہے۔دوسری مخلوقات صوفے، کرسی، پلنگ اور تخت پر نہ بیٹھتی ہیں اور نہ سوتی ہیں، بلکہ وہ زمین پر بیٹھتی اور زمین پرسوتی یا درختوں پر رہتی ہیں، یہاں بھی اللہ کا کمال دیکھئے کہ خالی زمین پر بیٹھنے اور سونے سے جانوروں پرندوں اور کیڑوں کے جسم میلے نہیں ہوتے

بلکہ صاف سُتھرے ہی رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں کو عمدہ طریقہ کی زندگی عطا فرمایا ہے، انسان جب بیٹھتا یا سوتا ہے تو چادر یا دری بچھا کر بیٹھتا اور سوتا ہے یا پھر صوفے، کرسی اور تخت پر نرم نرم گدے اور گاؤتکیے لگا کر بیٹھتا ہے، غور کیجئے اللہ تعالیٰ انسانوں کے آرام کا کتنا خیال رکھا، تو پھر اِنسان کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ بن کر رہنا چاہیے۔انسان کا گذارا چادر، دری، صوفہ کرسی، پلنگ اور تخت کے بغیر بھی ہوسکتا تھا، وہ بھی جانوروں کی طرح تکیہ، بستر، چادر بچھائے بغیر بھی سوسکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے چونکہ اسکو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔اسلئے دوسری مخلوقات کو یہ سہولت نہیں دی اور دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں اسکو عزت وآرام اور عُمدہ طریقہ زندگی عطا فرمایا۔

اِنسانوں میں اللہ کے نبیوں اور رُسولوں کا آنا اور انسانوں کو وحی الٰہی کا ملنا دُنیا کی سب سے بڑی نعمتیں ہیں

اللہ تعالیٰ دُنیا میں کسی کو نظر نہیں آتا، اللہ کو پہچاننے اور اسکی رضا معلوم کرنے اور اس کے احکام سے واقف ہونے کیلئے اِنسانوں میں اللہ کے نبیوں اور رُسولوں کا آنا بہت بڑی رحمت اور احسان ہے، پھر نبی کے ذریعہ وحی الٰہی کتاب کی شکل میں ملنا یہ بھی بہت بڑی رحمت اور اسکا فضل ہے، ورنہ نبی کے بعد اللہ کے احکام معلوم کرنے کا ذریعہ ہی باقی نہ رہتا۔اگر نبی نہ آتے اور دیواروں، پہاڑوں اور پتوں پر اللہ کے احکام وقوانین لکھ دیئے جاتے تو انسانوں کو انکے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں بڑی دقت ہوتی، یہ تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور فضل اور رحمت ہیکہ اس نے وحی کے ساتھ ساتھ وحی کی تعلیم دینے والا اور وحی کا عملی نمونہ بھی بھیجا تاکہ انسان آسانی سے وحی کو سمجھ سکے اور پیغمبر کی نقل میں زندگی گذار سکے، پیغمبر اور وحی سے فائدہ اُٹھانے پر انسان آخرت کے عذاب سے بچ کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور اسکی دُنیا کی زندگی بھی امن وسکون والی بن جاتی ہے۔

دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہی رحمت ہے جس پر عمل کرنے سے اِنسان اللہ کی رحمت کا حقدار بن جاتا ہے دین اسلام انسان کو افراط وتفریط سے بچا کر اعتدال کی زندگی کی تعلیم دیتا ہے اور اِنسان میں انسانیت پیدا کرتا ہے' جولوگ دین اِسلام سے فائدہ نہیں اُٹھاتے وہ اللہ کی رحمت سے دُور رہتے ہیں۔ دین اسلام ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے اِنسان کو صحیح راستے کی ہدایت ملتی ہے' وہ غلط راستے سے بچ سکتا ہے اور اپنی زندگی کو گھاٹے اور خسارے سے بچا سکتا ہے۔ غرض دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا ہو تو دین اسلام میں اپنے آپ کو پورا پورا داخل کر لینا ہوگا' جو اِنسان دین اسلام پر جتنا عمل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُتنا ہی قریب رہے گا۔ آیئے! اب ذرا دین اسلام کے احکام میں اللہ تعالیٰ کی رحمت' اس کے فضل واحسان کو پہچانیں اور غور کریں کہ اِسلام کے ہر حکم میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے کیسے چھپی ہوئی ہے؟ اور ہر حکم انسانوں کے لئے کیسی رحمت رکھتا ہے؟ تمام احکام پر تو غور وفکر نہیں کیا جاسکتا' صرف چند احکام پر سرسری انداز سے غور وفکر کر کے سمجھنے کی کوشش کی جائیگی' ہر حکم کی تمام مصلحتیں اور حکمتیں سمجھنا ہمارے بس کی بات بھی نہیں' ہماری ناقص عقل اُن کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

ہر اطاعت وفرمانبرداری پر انعام دینا یہ خود سب سے بڑی رحمت ہے

سب سے پہلے غور کیجئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر کتنا بڑا احسان اور رحمت ہے کہ اس نے اِسلام کی شکل میں جو بھی احکام وقوانین دیئے وہ سب کے سب اِنسانوں کے فائدہ کیلئے ہیں' اس سے اِنسانوں کو فائدہ ہی فائدہ ہے پھر اللہ نے ان پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں انعام کے بھی وعدے فرمائے۔

یہ اس کی رحمت نہیں تو اور کیا ہے۔ اپنے احکام کی اطاعت کروا کر فائدہ بھی عطا کر رہا

ہے اور انعام بھی دے رہا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ جنابت سے بدن ناپاک ہوجائے تو غسل کرو۔ غسل کرنا شرعی اعتبار سے تو ضروری ہے ہی' طبی لحاظ سے بھی ضروری ہے' غسل کرنے سے بدن پاک ہوجاتا ہے اور تندرستی نصیب ہوتی ہے۔ اب اگر بندہ اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر اس کو راضی رکھنے کی نیت سے غسل کرتا ہے تو اس کو ثواب بھی ملتا ہے اور صحت بھی ٹھیک رہتی ہے۔ غسل کرنے پر اللہ تعالیٰ نے جو ثواب رکھا ہے وہ اگر ثواب نہ دیتا تو اللہ تعالیٰ سے کسی کو پوچھنے کا کوئی حق نہیں تھا' لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے کہ اس نے ثواب کا پھر بھی وعدہ فرمایا ہے۔

آپس میں تحفے دینے اور ایک دوسرے کی خاطر تواضع کی ترغیب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑی رحمت ہے

اسلام اِنسانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کریں اور مہمان کی قدر کریں۔ مہمان کا اکرام وخاطر تواضع کریں' ان دونوں عمل سے اِنسانوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور اِنسانی معاشرہ جنگل کے معاشرہ سے جُدا نظر آتا ہے۔ اس لئے تحفے تحائف دینا اور ایک دوسرے کی خاطر تواضع کرنے کی ترغیب دینا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِنسانوں کے لئے ایک بہت بڑی رحمت ہے' تحفے تحائف دینے سے اور آپس میں مہمان نوازی کرنے سے اِنسانوں میں لڑائی جھگڑے اور اختلافات ختم ہوکر محبت پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے پر ایثار وقربانی کا جذبہ بڑھتا ہے اور انسان سے خودغرضی ختم ہوتی ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کر کے اس کے شکر گذار بندے بن کر رہنا ہی بندگی ہے' رسم ورواج کے تحت تحفے دینا جہالت اور دکھاوا ہے' اس سے کوئی محبت اور خلوص پیدا نہیں ہوتا' اُلٹے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

اِنسان کو زندگی کے جو آداب پیغمبر کے ذریعہ سکھائے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی

اِنسانوں کیلئے بہت بڑی رحمت اورنعمت ہیں جسکی وجہ سے اِنسان من چاہی، جنگلی اور گنوار زندگی گذارنے سے محفوظ رہتا ہے، پاکیزہ، سلیقہ منداور معیاری زندگی گذارسکتا ہے،اس کی زندگی میں ڈھنگ اورطریقہ نظرآتا ہے۔

اِسلام میں پانی پینے کا طریقہ سب سے اعلیٰ اورعمدہ ہے

غور کیجئے، اسلام نے ایمان والوں کو پانی پینے کا سب سے اعلیٰ وعمدہ طریقہ سکھایا ہے جس کی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے، ہم بھی پانی پیتے ہیں اور جانور بھی پیتے ہیں مگرہم جانوروں کی طرح کھڑے ہوکر برتن میں سانس چھوڑ کر پانی نہیں پیتے۔علاوہ اس کے پانی پیتے ہوئے بھی ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، یعنی اپنے پیغمبرؐ کی اتباع میں بیٹھ کرسیدھے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دوتین گھونٹ میں پانی پیتے ہیں اور پانی پی کراللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں، جب کہ پیغمبرؐ کے طریقہ سے محروم لوگ پانی پیتے وقت نہ عبادت کا کوئی تصوّر رکھتے ہیں اورنہ وہ پانی کے مالک کا نام لے کر پیتے ہیں، بس غافل بن کر پی لیتے ہیں اور پی کراپنے مالک کا شکربھی ادانہیں کرتے، غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنا عمدہ طریقہ پانی پینے کا سکھایا ہے؟ یہ اللہ کی رحمت ہے۔

بول براز کرنے کا جوطریقہ اسلام میں ہے اس کی کوئی مثال نہیں

مسلمانوں کے علاوہ دوسرے لوگ بول براز کھڑے کھڑے یاطہارت لئے بغیر یا بے شرمی و بے حیائی کے ساتھ کرتے ہیں، اپنے جسم اور کپڑوں کی حفاظت بھی نہیں کرتے اُن کو یہ معلوم نہیں کہ کونسی جگہ بول براز کرنا ہے اورکونسی جگہ نہیں کرنا ہے، کیوں کہ اُن کو اِس کی کوئی تعلیم ہی نہیں دی گئی۔اِسلام اپنے ماننے والوں کو بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ جانوروں کی طرح بول وبراز کرنے کی اِجازت نہیں دیتا، اور باقاعدہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ کس جگہ بول براز کیا جائے اورکونسی جگہ نہ کیا جائے۔اسلام اپنے پیغمبرؐ کے طریقہ

کے مطابق بول براز کرنے کوعبادت کا درجہ دیتا ہے۔چنانچہ اِسلام ایمان والوں کو بیٹھ کر بول براز کرنے اورطہارت لینے کی تعلیم دیتا ہے، جسم اور کپڑوں کوغلاظت سے محفوظ رکھنے کی سخت تاکید کرتا ہے اور بول براز کرتے وقت بے شرمی و بے حیائی سے دُور رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔جانور بول براز کرنے کے بعد طہارت نہیں لیتے، مگراللہ تعالیٰ کا کمال دیکھئے کہ اس کے باوجود وہ صاف ستھرے رہتے ہیں، اُنکے جسم کوغلاظت لگی ہوئی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے بعض جانوروں کو یعنی بلّی کو یہ طریقہ بھی سکھایا کہ وہ بول براز کرکے گندگی نہ پھیلائیں، گڑھا کھود کر بول براز کریں اور پھر مٹی سے ڈھانپ دیں؟ بعض چڑیا گھونسلوں میں سے اپنے بچوں کی بیٹ چونچ میں لاکر باہر پھینکتی ہیں۔ایمان والوں کے علاوہ دوسرے تمام لوگ پیشاب پاخانہ سے احتیاط نہیں کرتے، وہ پاخانہ کرنے کے بعد عموماً کاغذ سے صاف کرلیتے ہیں مگر پیشاب سے تو بالکل احتیاط نہیں کرتے، کھڑے کھڑے جہاں جی چاہے پیشاب کرتے اپنے جسم اور کپڑوں کو پیشاب لگالیتے ہیں پھر دھوتے بھی نہیں، مگر اِسلام نہ صرف پاخانہ بلکہ پیشاب کرنے پر بھی طہارت لینے کی تعلیم دیتا ہے، اسلام کی تعلیم کے مطابق طہارت لینے پراللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اجر بھی عطا کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں تو اور کیا ہے؟ بلاشبہ یہ اللہ کی رحمت ہی ہے

اسلام ختنہ کا طریقہ رکھ کر اِنسانوں کو پاکیزگی کی تعلیم دیتا ہے

جس طرح انسان اگر ناخن نہ کاٹے تو اس کے ناخنوں میں میل جمع ہوجاتا ہے، اُسی طرح انسان ختنہ نہ کرائے تو پیشاب کے قطرے اور میل پیشاب کی جگہ کے اطراف جمع ہوجاتے ہیں، جانور پیدائشی طور پر ختنہ کئے ہوتے ہیں مثلاً گھوڑا، گدھا وغیرہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اِسلام کے ذریعہ ایمان والوں کو نبی کی اتباع میں ختنہ کی تعلیم دی اور زندگی بھر کیلئے پاکی اور طہارت کے ساتھ زندگی گذارنے کے قابل بنایا اور

ایمان والوں کو مختلف بیماریوں سے بچایا۔ختنہ کی تعلیم اسلام کے علاوہ کہیں نہیں ہے۔

مشہور ہومیو پیتھ ڈاکٹر دولت سنگھ نے لکھا ہے کہ:''ختنہ کرانے سے بچہ بہت سے جنسی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔مُسلمانوں میں یہ بیماریاں غیر مسلموں کی بہ نسبت بہت کم ہوتی ہیں''(پریکٹس آف میڈیسن ۴۳۸)

طہارت اِنسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

طہارت بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاکی کو پسند کرتا ہے۔اس لئے وہ اپنی مخلوقات کو بھی پاک رہنے کی تعلیم دیتا ہے' طہارت اِنسانوں کو فرشتوں کے ساتھ ملا دیتی ہے۔ اسلئے کہ فرشتے پاک ہیں۔طہارت کی وجہ سے اِنسان پر شیاطین کے حملے نہیں ہوتے اور انسان شیاطین کی گرفت سے دُور رہتا ہے' طہارت سے انسان کی عقل میں جلا آتا ہے' جب انسان کو طہارت کی عادت ہو جائے تو پھر وہ ناپاکی کو برداشت نہیں کرسکتا' جس طرح مچھلی بغیر پانی کے تڑپتی ہے اِسی طرح ایمان والا بغیر طہارت کے تڑپتا ہے اور بے چین ہو جاتا ہے' اس کو طہارت لئے بغیر سُکون نصیب نہیں ہوتا۔طہارت کی وجہ سے اِنسان میں روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اسلام کے سوا دنیا کے دوسرے کسی مذہب میں طہارت کی مکمل تعلیم نہیں ہے۔مسلمان بغیر طہارت کے نہ اپنی مقدس کتاب کو ہاتھ لگا سکتا ہے اور نہ اپنی عبادت گاہوں میں جاسکتا ہے اور نہ بغیر طہارت کے عبادت کرسکتا ہے۔

وضو ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

وضو کیا ہے؟ سب سے بڑے دربار یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پاک صاف ہو کر جانے کا ایک طریقہ ہے۔مسلمانوں پر دن میں پانچ مرتبہ وضو کرنا لازم ہے۔اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاکی کو پسند کرتا ہے اس لئے وہ ایمان والوں کو ہمیشہ پاک رکھنا چاہتا

ہے۔اسلام مسلمانوں کو ظاہری اور باطنی پاکی کی باقاعدہ تعلیم دیتا ہے' دنیا کی دوسری قومیں ہر روز نہاتی تو ہیں' لیکن صرف گردن سے پانی بہانے کو نہانا تصوّر کرتی ہیں حالانکہ پیشاب وغیرہ سے احتیاط نہیں کرتے۔دُنیا کی جُغرافیائی حالت کو اگر دیکھا جائے تو کہیں سردی زیادہ اور کہیں برفانی علاقے اور کہیں گرم آب وہوا۔ ہر روز نہانا ضروری نہیں ہے' کیونکہ کبھی کبھی جسم کی حالت اور مُلکی آب وہوا ہر روز نہانے سے اِنسان کو بیمار بھی بنا ڈالتی ہے' چنانچہ یہی وجہ ہے کہ سرد ممالک میں یوروپین لوگ پانی کا استعمال کم کرتے اور کاغذ کا استعمال زیادہ کرتے ہیں' مگر اسلام کی خوبی دیکھئے کہ اس نے کیسا معتدل طریقہ اِنسانوں کو دیا ہے' جس سے کِسی بھی ملک اور کسی بھی موسم میں کِسی انسان کو تکلیف ہی نہیں ہوتی' اسلام کے طریقہ میں سے ایک طریقہ وضو کرنا ہے' جو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان رحمت ہے۔وضو کسی ملک کا انسان دنیا کے کسی علاقے میں کسی بھی موسم میں کرسکتا ہے' وضو سوائے خاص خاص امراض کے کسی حالت میں انسان کے لئے مضر صحت نہیں۔اسلام وضو کے ذریعہ انسان کو کاملِ طہارت اور پاکیزگی عطا کرتا ہے اور ظاہری صفائی کے ذریعہ بدن کو تازہ دم کرتا اور باطنی و روحانی قویٰ کو بھی عبادت الٰہی کے لئے تیار اور بیدار کرتا ہے۔انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ جب دنیا میں کسی بڑے حاکم اور مہذب آدمی کے پاس جاتا ہے یا مہمان بن کر جاتا ہے تو اپنے منہ' ہاتھ پیر کو دھوتا ہے' کیونکہ یہ اعضاء کھلے رہنے کی وجہ سے گردوغبار سے آلودہ رہتے ہیں۔تو ذرا غور کیجئے کہ دُنیوی حاکموں اور بڑے آدمیوں کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے اس قدر صفائی کی ضرورت ہے تو احکم الحاکمین اللہ کے دربار کی حاضری کے وقت کیوں اس کا اہتمام نہ کیا جائے' بلکہ اس دربار میں تو ظاہری اور باطنی ہر طرح کی پاکی کی ضرورت ہے' اسلئے وضو کا طریقہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہے' سوچئے کہ کام دھندا کرنے اور باہر چلنے پھرنے سے ہاتھ' پاؤں' آنکھ' کان کا کیا حال' ہو جاتا

ہے؟ طبعیت بوجھل ہوجاتی ہے اور جسم بھاری معلوم ہونے لگتا ہے۔ جب اِنسان وضو کے اعضاء کو دھوتا ہے تو جسم کے اعضاء میں تازگی آجاتی ہے' بدن بالکل ہلکا پُھلکا ہوجاتا ہے' اور طبعیت تازہ ہوجاتی ہے اور اِنسان اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کرنے لگتا ہے' انسان پر سے غفلت' بے ہوشی اور نیند سب کچھ دُور ہوجاتی ہے' اور وضوء سے نفس کی کاہلی پس مردگی' سستی سب کچھ دُور ہوجاتی ہے اور تکان بالکل نہیں رہتی۔ تو ذرا غور کیجئے کہ اگر انسان دن میں پانچ مرتبہ وضو کے ذریعہ اپنے جسم کے اعضاء کو دھوئے تو اس کے دل ودماغ اور اس کی سوچ سمجھ میں کیسی تازگی اور پاکیزگی رہے گی۔ وضو رُوح کی غذا ہے۔ اس لئے رُوح ہی اس کی لذت پہچان سکتی ہے۔

سائنسی نقطۂ نظر سے وضو کے فوائد

غور کیجئے' وضو ہمارے لئے اللہ کی کیسی رحمت ہی رحمت ہے۔ بول براز اور ریاوغیرہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور پاک ہونے کے لئے دوبارہ وضو کرنا پڑتا ہے اس حکم میں اللہ کی مصلحت اور حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ گندی بدبو سے لطیف پٹھوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے' اور جسم میں سُستی' کاہلی اور پس مردگی پیدا ہوجاتی ہے' چنانچہ تازگی پیدا کرنے کے لئے پھر سے وضو کرایا جاتا ہے کیوکہ حکماء نے لکھا ہے کہ پانی بے ہوش کو ہوش میں لانے' سوئے ہوئے کو جگانے اور غافل کو ہوشیار بنانے کا مسلمہ علاج ہے' دل ودماغ' جگر وغیرہ نازک اور لطیف چیزیں ہیں' بول براز کے سبب ان اعضاء میں ایک قسم کی ناپاکی اور کمزوری لاحق ہوجاتی ہے جس کو وضو سے دُور کیا جاتا ہے۔ چھینک اور ڈکار سے اس لئے وضو نہیں ٹوٹتا کہ اس میں نہ تو ایسی بُوہوتی ہے جس سے ان اعضاء رئیسہ کو کوئی نقصان اور ضعف پہنچتا ہے اور نہ کسی قسم کی سُستی اور پس مردگی پیدا ہوتی ہے۔

نیند کی وجہ سے وضوٹوٹنے کا راز

حالتِ نیند میں اِنسان کے بدن کے تمام جوڑ ڈھیلے پڑجاتے ہیں' جس کی وجہ سے ریح وغیرہ پر قابو نہیں رہتا اور ریح کے نکلنے کا گمانِ غالب ہوجاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نیند سے اِنسان کے نفس میں غفلت اور بدن میں سُستی پیدا ہوجاتی ہے۔ اسی لئے وضو کرایا جاتا ہے تاکہ یہی چیزیں دُور ہوجائے اور اِنسان تازہ دم ہوجائے۔

وضو میں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت

عام طورر پر گرد وغبار کہنیوں تک زیادہ رہتا ہے' ہاتھوں کی رگیں جو بواسطہ اور بلاواسطہ دل وجگر تک پہنچتی ہیں' کچھ ہاتھوں کی انگلیوں سے کچھ درمیان سے اور کچھ کہنیوں سے شروع ہوتی ہیں اس لئے وضو میں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے سے مسامات صاف ہوکر گردوغبار دور ہوتا ہے۔ پانی کا اثر رگوں کے ذریعہ اندر جاتا اور دل وجگر کو تقویت پہنچاتا ہے اور تازگی پیدا کرتا ہے۔

وضو میں ٹخنوں تک پاؤں دھونے میں اللہ کی رحمت

چوں کہ پاؤں اکثر ٹخنوں تک ننگے رہتے ہیں اور ان پر مُوذی جراثیم اور گرد پڑتی رہتی ہے' وہ رگیں جو پاؤں سے دماغ کو پہنچتی ہیں وہ کچھ پاؤں کی انگلیوں سے اور کچھ ٹخنوں سے شروع ہوتی ہیں' لہٰذا وضو میں پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے سے مسامات کھل جاتے ہیں' جراثیم بہہ جاتے ہیں' پیروں کی غلاظت دور ہوجاتی ہے اور دماغ پر جو ناکارہ بخارات چڑھے ہوئے ہیں' وہ دور ہوجاتے ہیں۔ چوں کہ انسان زیادہ تر گناہ تقریباً اپنے ظاہری اعضاء سے ہی کرتا ہے اسلئے وضو سے وہ اپنے اعضاء کو گناہوں کے میل سے بھی پاک وصاف کرتا ہے۔ حدیثوں میں اللہ کے رسول ﷺ نے مومن کیلئے اللہ

تعالیٰ کی اس رحمت کا جو کچھ ذکر فرمایا ہے اسکا مفہوم یہ ہیکہ جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اسکے بدن سے تمام گناہ نکل جاتے ہیں (یعنی بخشے جاتے) ہیں۔ (بخاری و مسلم)
جب بندۂ مومن (وضو) میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اسکے چہرے کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں؛ جن گناہوں کو اس نے اپنی (دونوں) آنکھوں سے کیا ہے وہ پانی کے قطروں کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں؛ پھر جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ جو اس نے اُن سے کئے ہیں؛ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اپنے پاؤں کے ان گناہوں سے جو ان سے چل پھر کر کئے ہیں پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ پاک وصاف ہو جاتا ہے اور وہ گناہوں سے بالکل نکل جاتا ہے۔ (مسلم) اِنسان ان ہی اعضاء سے اطاعت کرتا ہے اور ان ہی اعضاء کا غلط اِستعمال کر کے نافرمانی کرتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اور فضل ہے کہ وہ وضو کے ذریعہ ان کو گناہوں میں لت پت رہنے سے پاک صاف بنا دیتا ہے اور اِنسان کو جنتی اعمال کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اِنسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد جو بدن کے ہر حصے سے خارج ہوتے رہتے ہیں؛ وہ اُن ہی اعضاء پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں اور وہ وضو میں دھونے سے رفع ہو جاتے ہیں۔ حشر کے میدان میں وضوء کا نور مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب اعضاء سے جو نور ختم ہو جاتا ہے، وضو کرنے سے دوبارہ ان اعضاء پر آ جاتا ہے۔ اور یہی نور قیامت کے دن وضو کے تمام اعضاء سے ظاہر ہوگا اور انسان کے وضو کے تمام اعضاء منور ہو جائیں گے۔ جسکو اللہ کے رسول ﷺ نے یوں فرمایا (جسکا مفہوم بخاری و مسلم کی روایت میں یہ ہے) کہ قیامت کے روز وضو کے اعضاء کی چمک کی وجہ سے میری اُمّت بالکل علٰحدہ پہچان لی جائیگی، ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ وضو کرنے میں جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے وہاں تک مومن کو جنت کا زیور پہنایا جائیگا۔ غور کیجئے، یہ ایمان والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کیسی رحمت ہی رحمت ہے۔

انسانوں کے لئے غسل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

انسانی جسم میں قریب قریب ساڑھے تین ہزار نہایت باریک مسامات ہیں، جن سے پسینہ کے ذریعہ چکنائی اور دیگر زہریلے مادے خارج ہوتے رہتے ہیں جو ڈھک جاتے ہیں؛ ایام گرما میں ۲۴ گھنٹوں میں جسم سے قریب قریب ڈھائی سیر اور ایامِ سرما میں قریب قریب آدھا سیر پسینہ خارج ہوتا ہے، جس میں فی سیر تقریباً ۳/۴ پون تولہ زہریلا مادہ ہوتا ہے جو میل کی صورت میں جسم پر جم جاتا ہے، اس کو دُور کرنے کے لئے غسل کرنا ضروری ہے، جب انسان غسل کرتا ہے تو مسامات کھلتے ہیں اور تھوڑا سا پانی جسم کے اندر بھی چلا جاتا ہے جس سے جسم کو تسکین ہوتی ہے۔

اسلام نے جنابت کی حالت میں مسلمانوں پر غسل فرض کیا ہے اور غسل کرنے کا ایک مخصوص طریقہ سکھایا ہے۔ جو دوسری قوموں کے پاس نہیں ہے۔ اگر انسان روزانہ غسل کرے تو بہت اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ حالتِ جنابت میں غسل واجب ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اسے بھی سمجھیئے، جماع میں مسامات کے ذریعے سے پسینہ کا اخراج ہوتا ہے اور پسینہ کے ساتھ خون میں کا ایک زہریلا مادہ بھی خارج ہوتا ہے اور منی کے نکلنے سے انسان کے جسم کے تمام مسامات کھل جاتے ہیں اور اُن سے لیسدار پانی نکلتا ہے اور بدن کے اندرونی حصّہ سے گندے مواد بھی خارج ہوتے ہیں، جو مساماتِ بدن پر آ کر ٹھر جاتے ہیں۔ لہذا منجملہ اور وجوہاتِ غسل کے ایک یہ بھی بڑی وجہ ہے کہ اگر ان گندے مادوں کو نہ دھویا جائے تو خطرناک امراض کے پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

منی کے خارج ہونے سے تمام بدن کو ضُعت اور کمزوری پہنچتی ہے، اور انسان کمزوری، تکان اور ناپاکی محسوس کرتا ہے۔ غسل کرنے سے کمزوری دور ہو کر طاقت پیدا ہوتی ہے۔ دل میں نشاط وسرور آتا ہے کیونکہ غسل بدن کی تحلیل شدہ قوت اور کمزوری کو

لوٹا دیتا ہے۔اور بدن وروح دونوں کے لئے نہایت نافع اور مفید ہے۔جسم ہلکا پھلکا ہوجاتا ہے اور پاکیزگی نصیب ہوجاتی ہے، ناپاکی میں رہنا اور غسل نہ کرنا جسم اور روح دونوں کے لئے سخت مُضر ہے، جنابت کی وجہ سے فرشتے انسان سے دُور رہتے اور نفرت کرتے ہیں۔ اگر فوراً غسل نہ کرسکے تو پاکی اختیار کرنے تک غلاظت کو صاف کرکے وضو کرلیا کرے، کیوں کہ شرع میں وضو کو چھوٹی طہارت کہتے ہیں۔

بول براز سے غسل واجب نہ ہونے کی وجہ

بول براز ایک ایسی حاجت ہے جو ہر انسان کو دِن میں ایک یا دو مرتبہ آیا کرتی ہے، اگر اس پر غسل کرنا واجب رکھا جاتا تو یہ عقلاً غیر ضروری بھی تھا اور انسانوں کیلئے تکلیف دہ بھی، اور حکمت و مصلحت الٰہی کے خلاف بھی۔اسلام فطری مذہب ہے۔منی جسم انسانی کا ایک جوہر ہے جو تمام بدن سے تعلق رکھتی ہے قدرت نے اس کے نکلنے کا راستہ مخصوص مقام رکھا ہے، چونکہ وہ سارے بدن کا ست یعنی رس ہے۔اس لئے اس کے نکلنے سے بدن میں ضُعف اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔اسکے برعکس بول براز صرف غذا اور پانی کے فضلے ہوتے ہیں جو مثانہ اور آنتوں میں جمع رہتے ہیں، بول براز کی وجہ سے صرف انکے خارج ہونے والی جگہ اور وضو کے اعضا کا دھونا کافی قرار دیا گیا، مگر خروجِ منی سے چونکہ تمام بدن متاثر ہوتا ہے' اسلئے تمام بدن کا دھونا ہی مناسب بلکہ ضروری قرار دیا گیا تا کہ پورا بدن پاک صاف اور تروتازہ ہوجائے۔اسلئے خروجِ منی سے غسل کا واجب و لازم ہونا اور بول براز سے صرف وضو ہونا شرِیعت اسلامیہ کی بڑی خوبی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت بھی ہے اور حکمت و مصلحتِ الٰہی بھی۔

غسل میں ہر بال کے نیچے پانی پہونچانا اس لئے ضروری ہے کہ منی کے خروج سے تمام مسامات کھل جاتے ہیں اور اُن سے زہریلا مادّہ خارج ہوتا ہے اور ہر ایک بال کی

جڑ سے وہ مادّہ نکل کر وہیں جم جاتا ہے۔اس لئے جب تک ہر ایک بال کے نیچے پانی نہ پہونچایا جائے، طہارت کامل نہیں ہوسکتی۔

تیمّم اللہ کی رحمت ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت پر غور کیجئے کہ وہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان اور رحم کرنے والا ہے کہ جب بندوں پر کسی قسم کی دِقّت اور مشکل پیش آجاتی ہے تو وہ اپنے فضل سے اس کو آسان اور سہل کردیتا ہے۔چنانچہ اس نے اپنے بندوں کیلئے یہ سہولت رکھی اور آسانی پیدا فرمادی کہ جب کہیں پانی مُیسّر نہ آسکے یا پانی کے استعمال سے کسی نقصان کا خطرہ ہو، یا بالکل تھوڑی سی مقدار میں پانی ملے جس سے وضو یا غسل ممکن نہ ہو، یا پانی تو ہو مگر اس تک رسائی ممکن نہ ہو یا دشمن اور درندہ کا خوف ہو، وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وضو یا غسل کی جگہ اس کا بدل یعنی تیمّم کی اجازت دے دی، جس کی وجہ سے بندوں کے لئے وضو اور غسل کرنے کی عادت بھی ترک نہیں ہوتی اور نہ وہ پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔تیمّم کی وجہ سے طہارت کے عادی بنے رہتے ہیں۔

اِنسان پانی اور مٹی کا مجموعہ ہے' پانی نہ ملنے پر مٹی سے تیمّم کرنے کی اجازت دے کر اِنسان کو بہت سہولت دے دی۔مٹی انسان کو ہر جگہ ملتی ہے اور مٹی میں ایک خاص قوت پاک کرنے کی ہے' عام طور پر گندگی کو صاف کرنے کے لئے کثرت سے پانی اِستعمال کیا جاتا ہے لیکن بعض حالات میں انسان خود مٹی کا بھی استعمال کرکے کسی چیز کو صاف کرتا ہے' جانور بھی اپنے جسموں کو صاف کرنے کے لئے مٹی اور ریت میں لوٹتے ہیں۔

اذان اِنسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے

اذان کے معنی خبر دینے' اطلاع و آگاہ کرنے کے ہیں۔چوں کہ اسکے ذریعہ لوگوں کو

نماز باجماعت میں شامل ہونے کیلئے اطلاع دی جاتی ہے' اسلئے اس عمل کا نام اذان ہے۔اذان ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے' اذان کا طریقہ نہ ہوتا تو لوگوں کو نماز کے انتظار میں تکلیف ہوتی یا وہ اپنی مصروفیات میں بھول بھی جاتے اور وقت پر نماز ادا نہ کرسکتے' یا پھر انتظار کے باوجود وقت پر سب لوگ ایک ساتھ ادا نہ کرسکتے تھے' دُنیا کے دوسرے مذاہب میں عبادت کیلئے بُلانے کا کوئی طریقہ ہی نہیں' جس کی وجہ سے وہ اپنی مرضی اور فرصت سے مختلف اوقات میں عبادت گاہوں کو جاتے ہیں مگر اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو ڈسپلین سکھاتا ہے۔ چنانچہ اذان کے ذریعہ دن میں پانچ وقت اِنسانوں کو وقت کی پابندی کی تربیت کراتا ہے تا کہ اِنسان ہر کام کے کرنے میں وقت کا پابند ہوجائے۔ چوں کہ مسلمانوں کو فرض نماز باجماعت ادا کرنا پڑتی ہے اس لئے ایک ہی وقت اور ایک جگہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اذان بہت ضروری عمل ہے۔ اذان کا طریقہ نہ ہوتا تو لوگوں کی بڑی تعداد ایک ہی جگہ ایک ہی وقت میں کچھ ہی دیر میں جمع نہ ہوسکتی تھی۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ پوری دُنیا کے علاقوں میں اذان کے الفاظ ایک ہی رکھے گئے ہیں۔ اذان کے ذریعہ ایک تو دُنیا کے تمام انسانوں کو اسلام کا پیغام سنا کر دعوت دی جارہی ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی ہی بڑائی کا بار بار اعلان لوگوں کے کانوں میں ڈالا جارہا ہے کہ اے لوگو! کائنات میں کوئی بڑا نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اس لئے اُس کی بڑائی میں زندگی گذارو' اُس کی مرضی معلوم کرنے کا راستہ اُس کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں' فلاح اور کامیابی کا صرف ایک ہی راستہ ہے وہ ہے اسلام اذان کے ذریعہ ایک تو لوگوں کو نماز کی طرف بُلانے کا کام کیا جارہا ہے اور دوسری طرف توحید ورسالت اور نماز باجماعت کے وقت کا اعلان خاص الفاظ میں کیا جارہا ہے

ذرا غور کیجئے جس مذہب میں دن میں پانچ مرتبہ با آواز بلند ایمانیات کا اعلان کیا جارہا ہو تو پھر اس مقدس دین کے ماننے والوں میں شرک کی نجاست کیسے داخل ہوسکتی ہے؟ دراصل مسلمان اذان کا مطلب ہی نہیں جانتے' اذان کے ذریعہ فرمانبردار اور نافرمان انسانوں کی پہچان بھی ظاہر ہوجاتی ہے کہ کون ہے جو اس اذان کی دعوت پر حاضر ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اسلام کا پابند ہونے کی عملی دلیل پیش کرتا ہے اور کون ہے جو اذان کی دعوت پر لبیک نہیں کہتا' گویا اذان سے ماننے اور نہ ماننے والوں کا امتیاز ظاہر ہوجاتا ہے۔ اسلام نے نماز کے لئے بُلانے کا جو یہ پاکیزہ طریقہ رکھا ہے' اس کی نظیر کوئی دوسری قوم اور کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کرسکتا۔ اذان شعائرِ اسلام سے ہے' یعنی اسلام کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس کے ذریعہ ایک انسان یہ معلوم کرسکتا ہے کہ جس جگہ سے اذان کی آواز آرہی ہے وہاں مسلم افراد موجود ہیں' چنانچہ ایک ایمان والے کو نئے علاقے میں دور سے اذان کی آواز سنائی دے تو وہ سکون محسوس کرتا ہے کہ قریب میں مسلم علاقہ موجود ہے: مسجد اور اذان ایک اجنبی مسلمان کی پریشانی کو دور کردیتی ہے: اور وہ پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ کسی بھی اجنبی علاقے میں مسجد کی طرف رخ کرسکتا ہے' غور کیجئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کیسی زبردست نعمت اور رحمت ہے' لیکن اذان سے شیطان کو بہت تکلیف ہوتی ہے وہ بدحواسی اور خوف کے ساتھ بھاگتا ہے' جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک نہیں ٹھہرتا' جس مقام پر اذان دی جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے عذاب اور بلاؤں سے وہ مقام محفوظ رہتا ہے' بخاری نسائی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جو لوگ اس کو سنتے ہیں وہ سب قیامت کے دن موذِن کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

تمام اِنسانوں کو ایک آدم سے پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر بہت بڑا رحم کیا ہے

اسلام دُنیا کے تمام انسانوں (شروع سے آخر تک) کو اولادِ آدم کہتا ہے اور پوری انسانیت کو ایک برادری کہتا ہے۔ اسلام کے نزدیک رنگ' نسل' قومیت اور وطنیت' فضیلت کی وجہ نہیں' بلکہ تعارف کا ذریعہ ہے' ان اختلافات کی وجہ سے تعصب' تفریق' امتیاز اور اونچ نیچ پیدا کرنا' اُصولاً اور عقلاً بالکل غلط ہے' اولادِ آدم کا نظریہ ہی تمام اِنسانوں میں محبت' اخوت' اور بھائی چارگی پیدا کرتا ہے اور اِنسانوں میں سے نسلی' قومی اور علاقائی امتیازات کو ختم کر کے مساواتِ انسانی کا نظریہ پیدا کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا لوگو! تمہارا رب ایک ہے' تمہارا باپ ایک ہے' دیکھو عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں' فضیلت صرف تقویٰ سے ہے اور فرمایا کہ سارے اِنسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے (ترمذی)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہیکہ تمام اِنسان سلسلہ نسب میں ایک ہی باپ سے ہیں' اس سے ہر قسم کی تفریق' تعصب اور غلط عصبیت ختم ہو کر مساواتِ انسانی کا جذبہ اُبھرتا ہے۔ اسی تعلیم کی برکت تھی کہ اِسلام کی تاریخ میں آقا اور غلام سواری پر باری باری سفر کرتے نظر آتے ہیں اور غلام و آقا میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے' اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ امیر ہو یا غریب' بادشاہ ہو یا فقیر' سب ایک ہی صف میں کندھے سے کندھا لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں' اِنسان کا جھوٹا پاک مانتے ہیں۔ اُن میں اُونچ نیچ' اپنا اور غیر کا تصوّر نہیں' امیر کے ساتھ غریب بھی ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھاتا اور ایک ہی گلاس سے منہ لگا کر پانی پیتا ہے' یہاں تک کہ ایک ہی رِکابی سے سب کھاتے ہیں' نوکر اور آقا

کی کوئی قید نہیں' سب آدم کی اولاد ہیں' یہ مساواتِ اِنسانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت' فضل اور احسانِ عظیم ہے' جس کی وجہ سے مسلمان چھوت چھات' اُونچ نیچ' بڑے اور چھوٹے کے تصوّرات سے دُور ہو گیا۔ غور کیجئے' اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک آدم کے بجائے شروع ہی میں ہزار پانچ سو انسانوں کو پیدا کر دیتا اور ان سب سے الگ الگ نسلِ انسانی چلاتا تو اِنسانوں میں ایسا اتحاد' اتفاق' اور محبت پیدا نہ ہوتی' لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایک آدم سے سارے اِنسانوں کو پیدا فرما کر سب کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا اور اِنسان کو ایک خاندان کے افراد بنا ڈالا تاکہ وہ مِل جُل کر زندگی گذار سکیں۔ اور اُن میں نفرت وعداوت پیدا نہ ہو۔

ذرا غور کیجئے ایک ہی آدم کی اولاد بنانا اِنسانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ نہیں؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت واحسان ہے۔ ہر انسان کو اس پر اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کرنا چاہیئے' کالا ہو کہ گورا' امیر ہو کہ غریب' فقیر ہو کہ بادشاہ سب کے سب یہ کہتے ہیں کہ وہ اولادِ آدم ہیں اور اُن کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

اِسلامی مُعاشرے میں مساواتِ اِنسانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

حرمتِ انسان بھی اسلامی معاشرے کی اہم بنیاد ہے اسلام کی نظر میں ہر اِنسان بحیثیتِ انسان محترم اور قابل عزت ہے' کسی کی عزت کم اور کسی کی زیادہ نہیں۔ اسلام کی نظر میں اِنسان کی فضیلت کا معیار خاندان' حسب نسب' مال و دولت' عہدہ اور کرسی نہیں بلکہ خدا ترسی' اور خدا خوفی ہے' جو شخص جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوگا' اللہ کے نزدیک وہ اتنا ہی زیادہ محترم و مکرم اور معزز ہوگا۔ باہمی احترام واکرام اسلامی معاشرے کی نمایاں خصوصیت ہے اور اسلامی معاشرے کی اہم بنیاد ہے' اِسلامی معاشرے میں سب لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سب کا خدا ایک' سب کا رسول ایک اور سب کی

کتاب ایک اور سب کا کعبہ ایک' سب کی عبادت کا طریقہ ایک' چنانچہ امیر ہو یا غریب' بادشاہ ہو یا فقیر' سب ایک ہی طرح نماز پڑھتے اور ایک ہی طرح روزہ رکھتے ہیں' وضو ایک ہی طرح کرتے' غسل ایک ہی طرح کرتے اور نکاح ایک ہی طرح کرتے ہیں۔ سب کو ایک ہی طرح کفن دیا جاتا ہے اور ایک ہی طرح دفن کیا جاتا ہے' سب کی اذان کا طریقہ ایک' سب کا آپس میں سلام کرنے کا طریقہ ایک' سب کے حج کرنے کا طریقہ ایک' سب کے سونے کا طریقہ ایک' ہر ہر عمل پر سب ایک ہی دُعا پڑھتے ہیں۔ غرض کہ سب کا نظامِ حیات ایک ہی بنایا گیا ہے۔ دُنیا کے دوسرے مذاہب میں یہ تعلیم نہیں اور نہ اُن میں مساواتِ اِنسانی کا درس دیا جاتا ہے' جس کی وجہ سے ان میں کالے' گورے بڑے' چھوٹے' امیر غریب' اُونچ نیچ' ذات پات اپنے اور غیر کا بہت زیادہ احساس رہتا ہے' چنانچہ وہ ایک دوسرے کو اسی لحاظ سے رُتبہ اور عزت دیتے ہیں' ان کا نظامِ زندگی بھی الگ الگ ہوتا ہے' عبادت کے طریقے بھی ہر ایک کے الگ الگ ہوتے ہیں' نہ وہ پانی ایک ہی طرح سے پیتے ہیں' نہ بول براز ایک ہی طرح سے کرتے ہیں اور نہ وہ ایک ہی طریقہ سے سوتے ہیں۔ وہ عبادات وعقائد میں بھی مختلف اور نظامِ زندگی میں بھی مختلف ہوتے ہیں' اُن میں مساواتِ انسانی کا تصوّر ہی نہیں ہے۔ وہ روپیہ پیسہ' ذات پات اور وطنی غیر وطنی اقتدار کی بنیاد پر ایک دوسرے کو عزت دیتے ہیں' مساواتِ اِنسانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے' انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی اس رحمت پر شکر گذار ہونا چاہیے۔

نماز اور نماز باجماعت ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے

نماز کے ذریعہ اِنسانوں کے ایمان کو بار بار تازہ کیا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ نے دنیا ایسی بنائی کہ جس میں اِنسان اپنے دھندوں اور کاروبار میں بے انتہا مصروف رہتا ہے' اور اس پر مختلف حالات کا غلبہ پیدا ہوتا رہتا ہے' کہیں وہ خوشی اور غم میں ہوتا ہے' کہیں تجارت و نوکری میں اور کہیں اہل وعیال میں اور کہیں خواہشات نفس کا شکار ہوتا ہے اور

کہیں اطراف واکناف کے ماحول اور ماحولیات کا شکار ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں پر نماز پانچ وقت کی فرض کی ہے تاکہ وہ ہمیشہ یہ احساس بیدار رکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور انکا رب اور خالق اکیلا اللہ ہے جسکے وہ ہر دم ہر گھڑی محتاج ہیں' اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے' اور کائنات کی ہر چیز چھوٹی ہے' اُنہیں صرف اللہ کا بندہ بن کر رہنا ہے' نماز کے اوقات بھی ایسے مقرر کیئے گئے ہیں کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اوقات میں اِنسان پر سب سے زیادہ غفلت طاری ہوتی ہے یا تو وہ سوتے رہتا ہے' یا پھر آدھا دن کام کر کے تھک جاتا ہے' یا پھر کاروبار' خرید وفروخت' سیر وتفریح یا کھیل تماشے میں مصروف رہتا ہے یا پھر دن بھر کا تھکا ماندہ بستر پر جانا چاہتا ہے ایسے اوقات میں نماز قائم کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلائی جارہی ہے تاکہ اسکا ایمان بار بار تازہ ہوتا رہے' ایمان میں ضعف پیدا نہ ہونے پائے اور وہ اللہ سے غافل نہ بن جائے۔ غور کیجئے' جو انسان پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری دے' پھر وہ کیسے دُنیا کے دھندے اور کاروبار میں اللہ تعالیٰ کو بھول سکتا ہے؟ اس پر غفلت کیسے طاری ہوسکتی ہے؟۔

نماز ایمان والوں کے لئے معراج ہے

دُنیا کے بادشاہوں اور سربراہوں کے پاس کسی اِنسان کو بار بار جانے اور اُس سے دوستی کرنے اور اُس کے سامنے اپنے مسائل پیش کرنے کا موقع نہیں ملتا' مگر یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ اپنے ایمان والے بندوں کو ایمان کے صدقے میں بار بار اپنی ملاقات کا' اپنے دربار میں آنے کا' دوستی بڑھانے کا اور اپنے مسائل پیش کرنے کا موقع عطا فرما رہا ہے۔ یہ اِنسان کے لئے بے انتہا فخر کی بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دوست بن جائے اور اسکو اپنے مالک کے دربار میں آنے کا بار بار موقع ملے' خالق کائنات سے قریب ہونے اور دوستی بڑھانے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ نماز گناہوں سے پاکی' دُوری اور جسمانی طہارت دلانے اور چہرے کا نور بڑھانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

نماز سے انسان کو جسمانی اور روحانی پاکی تو دِن میں پانچ مرتبہ ملتی ہی رہتی ہے۔ ساتھ ہی وہ نماز کی وجہ سے گناہوں سے پاک اور دُور بھی ہوتا چلا جاتا ہے، بخاری و مسلم کی حدیثوں میں نماز کی مثال نہر کی سی بتائی گئی ہے جو ہر مسلمان کے گھر کے سامنے سے بہتی رہتی ہے، اگر کوئی شخص نہر میں پانچ مرتبہ وقفہ وقفہ سے ہر روز غسل کرلیا کرے تو اسکے بدن پر کبھی کوئی میل رہ سکتا ہے؟ یہ سوال حضورؐ نے فرمایا، صحابہ نے عرض کیا کہ اسکے بدن پر کیسے میل رہ سکتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے، ان نمازوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نمازی کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور نماز اِنسان کو بُرائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی بھی ہے، نماز کی وجہ سے اِنسان کو بُرائی سے نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے جس کی وجہ سے ایمان والے کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی بن جاتا ہے اور نماز کا اثر انسان کے چہرے اور پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے، نماز کے ذریعہ اِنسان کو روحانی سکون ملتا ہے اور آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز میں ایک خاص رحمت اور فضل یہ بھی رکھا ہے کہ اِنسان کی پوری تکان دُور ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رات کے وقت جب کہ اِنسان دن بھر کا تھکا ماندہ ہوتا ہے، عشاء کی نماز ادا کر لیتا ہے تو بے انتہا سکون محسوس کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ عشاء اور فجر کی نماز ادا کر لینے سے پوری رات عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

غور کیجئے کہ نماز با جماعت بھی اللہ تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے؟ چند مسلمان مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت جب کرتے اور اس سے دُعا مانگتے ہیں تو ایک عجیب خاصیت اور نورانی ماحول پیدا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ اجتماعی عمل نزولِ رحمت اور قبولیت کے لئے ایک موثر ذریعہ بنتا ہے۔ غیر مسلموں کی عبادات میں یہ رنگ نہیں اور نہ یہ نورانیت ہوتی ہے۔ عرب کے مشرکوں کے طریقہ عبادت کو قرآن نے بیان کیا ہے اور حدیثوں میں

حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ تالی اور سیٹی بجاتے تھے، موجودہ زمانے میں مشرکین کی ’عبادت گانے بجانے اور جھوم جھوم کر کچھ حرکتیں کرنے کا نام ہے مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت دیکھئے کہ نماز جیسی عبادت سے وہ ہماری مکمل تربیت فرما رہا ہے، باجماعت نماز کے ذریعہ ہمارے اندر اجتماعیت اور ڈسپلین پیدا ہوتا ہے، ایک دوسرے کے حالات سے ہم باخبر ہوتے ہیں اور بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، جماعت پر چوں کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگاہِ ہوتی ہے اسلئے ہم اجتماعی طور سے نماز ادا کر کے اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیگا۔ نماز کی ادائی کو اللہ تعالیٰ نے بالکل آسان بنایا ہے تاکہ ہر اِنسان آسانی سے ادا کر سکے اور اُسکی برکتوں سے اپنے آپکو مالا مال کر سکے۔

حالتِ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا جو اہتمام ہوتا ہے، اس سے اِنسان کی رُوح اور قلب کو عجیب و غریب سکون نصیب ہوتا ہے اور اِنسان کو ہر روز یہ تعلیم ملتی رہتی ہے کہ کس طرح اسکی زندگی کامیاب اور کس طرح ناکام ہوگئی؟ بہت سے لوگ زمانہ جاہلیت میں اپنے آپکو بے جا تکالیف میں ڈالتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اِسی کا نام عبادت ہے اِسی سے اللہ خوش ہوتا ہے، چنانچہ کھانا کھانے کے بجائے وہ پتے کھاتے، گوشت نہ کھاتے، ایک پاؤں پر رات بھر کھڑے رہتے۔ اسی طرح ہاتھ کو ہوا میں معلق رکھنا، خشک کر دینا، نیم برہنہ رہنا، شادی نہ کرنا جوگی بن جانا یا رہبانیت اختیار کرنا وغیرہ انکے خیال میں عبادت تھا، یہاں تک کہ انسانی جان کو بھینٹ چڑھا دینا بھی عبادت میں شامل تھا۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کے جو اوقات مقرر فرمائے ہیں، اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں مثلاً وقت مقرر ہو جانے سے ہر ایک دل میں نماز کا خیال پیدا ہوجاتا ہے، اگر وقت مقرر نہ ہوتا اور لوگوں کو اپنی اپنی رائے پر چھوڑ دیا جاتا تو مثلاً فجر کی نماز کوئی آدمی کسی وقت پڑھتا اور کوئی کسی وقت، اور ہر شخص اپنی اپنی سہولت سے وقت

مقرر کرنا چاہتا' اسلام نے نماز کے اوقات مقرر کر کے اِنسانوں میں زبردست ڈسپلین اورنظم پیدا فرمادیا' جس کی وجہ سے لوگ نماز سے قبل اس کا انتظار کرتے اور تیار ہوجاتے ہیں۔نماز با جماعت تو اللہ کی رحمت ہی رحمت ہے کہ سب لوگ اپنی مصروفیات سے الگ ہوکر ایک ہی وقت میں اپنے رب کے دربار میں جمع ہوجاتے ہیں' اگر اوقات مقرر نہ ہوتے تو سب لوگ اپنی اپنی فرصت سے آتے' ایک ساتھ جمع نہ ہوتے۔اِسی طرح نماز با جماعت میں صفوں کا اہتمام کرنا اور صفوں کو سیدھی رکھنا' مونڈھوں سے مونڈھے ملا کر کھڑا ہونا، دیکھنے والوں کو اس بات کا سبق دیتا ہے کہ اِسلام میں مساواتِ اِنسانی اور برابری کا زبردست اہتمام ہے۔ پیشے رنگ، نسل اور علاقے کے اعتبار سے اِنسان الگ الگ ہیں مگر دین اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سب ایک ہی وجود کی طرح ہیں۔سب کے سب مل جل کر عجز وانکساری کا اظہار کرتے اور اپنے رب کی عظمت و کبریائی کا اِعتراف کرتے ہیں۔اُن میں اتحاد و اتفاق ہے۔نماز با جماعت سے مساواتِ انسانی و اسلامی کا ایک زبردست نظارہ دکھائی دیتا ہے' کسی اور مذہب میں ایسی تصویر نہیں۔یہ اسلام ہی کی تعلیمات ہیں جس میں چھوٹے بڑے' امیر غریب ایک ساتھ مِل کر کھڑے ہوتے ہیں۔غور کیجئے کہ جب محلّے اور بستی کے بڑے چھوٹے' امیر غریب' مالک اور نوکر سب لوگ ہر روز مسجد میں ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہیں اور ملاقات کرتے رہے ہیں تو پھر لوگوں سے غرور' کینہ نفرتیں' اور عداوتیں دُور ہوجاتی ہیں' اُلفت ومحبت کا ماحول پیدا ہوتا ہے' تنگ نظری اور خودغرضی ختم ہوتی ہے اور لوگ بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔

ایک ہی وقت میں جمع ہونے سے ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مسائل اور حالات سے آگاہ ہوتے ہیں' جسکی وجہ سے باہمی تعاون و اعانت کا جذبہ اُبھرتا اور پروان چڑھتا ہے۔اس طرح محبت وتعاون سے بھرپور معاشرہ

وجود میں آتا ہے' اور اِنسانوں میں چھوت چھات' اونچ نیچ' کالے گورے' امیر غریب' جیسے امتیازات کی بیماریاں پیدا نہیں ہوتیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی مسجدیں ہر ایک کیلئے کُھلی رہتی ہیں۔ بادشاہ بھی وہیں نماز پڑھتا ہے' فقیر بھی وہیں' نماز با جماعت سے اِنسان کا تکبر دُور ہوتا ہے' مسافر و مقیم بھی بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔

نماز ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل سے ورزش بھی ہے' اللہ تعالیٰ نے جہاں رُوحانی تربیت کا سامان کیا وہیں پر جسمانی ورزش کا بھی انتظام کیا۔جس میں ہر عمر و مرتبے والے اس ریاضت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں گرچہ ریاضت اور جسمانی فائدوں کی حیثیت ضمنی ہے لیکن نماز پڑھنے سے یہ فائدہ بھی ضرور ہوتا ہے' نماز میں رکوع' سجدہ اور قیام اِنسان کے لئے ایک عمدہ جسمانی ریاضت ہے' تمام نمازوں کو ایک ہی وقت میں نہیں رکھا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمتوں اور مصلحتوں سے نماز کے علحدہ علحدہ اوقات رکھا' جسطرح اِنسان اپنے جسم کی حفاظت کیلئے دن بھر کی پوری غذا ایک ہی وقت میں نہیں کھاتا بلکہ تین وقتوں میں علحدہ علحدہ کھاتا ہے اِسی طرح خاص حکمت و مصلحت کے ساتھ اِنسانوں کی بھلائی کیلئے پانچ الگ الگ اوقات رکھے گئے اور ہر وقت میں نمازوں کی رکعتوں کی تعداد بھی الگ الگ مقرر کی گئی۔اوقات کے تعدُّد اور رکعتوں میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمتیں چُھپی ہوئی ہیں۔

کعبہ کو قبلہ بنانے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتا ہے اور اُن میں مساوات چاہتا ہے۔نا اتفاقی اور عداوت کو پسند نہیں کرتا۔غور کیجئے کہ اس نے کعبہ کو تمام مسلمانوں کے لئے قبلہ مقرر فرما کر مسلمانوں میں کیسا ڈسپلین پیدا فرمادیا' اگر حالت نماز میں لوگ الگ الگ

الگ رُخ پر کھڑے ہوتے اور کسی کا چہرہ مشرق، کسی کا مغرب، کسی کا شمال اور کسی کا جنوب میں ہوتا تو ظاہر بات ہے کہ لوگوں میں اتفاق اتحاد اور یک جہتی پیدا نہ ہوتی اور دیکھنے والوں کو بھی بے ڈھنگا پن اور بے ترتیبی نظر آتی۔ مرکزیت نہ ہونے کے سبب مساجد میں اور مسلمانوں میں اختلاف نظر آتا۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو مرکزیت دے کر دُنیا کی تمام مساجد کو ایک ہی رُخ پر قائم کردیا۔ مسلمانوں کے سونے، بول براز کرنے اور نماز کا رُخ مقرر کردیا اور مرنے کے بعد دفن کئے جانے کا رُخ مقرر فرمادیا اگر کوئی شخص اسلام کے اس حسنِ نظام پر غور کرے (جب کہ ایک فوج بھی یہ نظام پیش نہیں کرسکتی) تو وہ بے ساختہ اسلام کی حقانیت اور سچائی کا اعتراف کرے گا۔

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کیسا اچھا ڈھنگ اور بہتر سلیقہ سکھایا ہے۔ ایک ہی رُخ یعنی کعبہ کا سمت متعین کرنے سے مُسلمانوں میں ذہنی موافقت پیدا ہوگئی ہے۔ ہر ملک کا مسلمان دوسرے ملک والے کو اپنا بھائی اور جسم کے اعضاء کی طرح سمجھتا ہے۔ نماز کے وقت ہزاروں لاکھوں لوگ کچھ ہی سکنڈ میں سیدھی سیدھی صفیں باندھ کر ایک ہی رُخ پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔

نمازِ جنازہ مؤمن کیلئے اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی رحمت ہے

زندگی میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا احترام کرتا اور اس سے محبت کرتا ہے۔ انسان مرجانے کے بعد مجبور ومحتاج ہوجاتا ہے اسلئے اور زیادہ ہمدردی کا مستحق ہوجاتا ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے بھائی سے اس کے مرنے کے بعد بھی ہمدردی ومحبت کا سلسلہ منقطع نہ کریں بلکہ اس کے کفن دفن کا بھی انتظام کریں۔ چنانچہ سب مسلمان مل کر اس کو پاک وصاف کرتے، صاف ستھرا کفن پہناتے اور آخری

منزل تک پہنچاتے ہیں، ظاہری میل کچیل تو پانی سے دھوکر صاف کرتے ہیں اور گناہوں کے عذاب سے بچانے کے لئے نمازِ جنازہ کا اہتمام کرتے ہیں۔

نمازِ جنازہ آخر ہے کیا؟ دراصل میّت کیلئے دُعائے مغفرت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس مسلمان کی میّت پر چالیس آدمی مل کر (نماز جنازہ کیلئے) کھڑے ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں تو میّت کے حق میں اُن کی سفارش اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔

اس میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں ہوسکتی کہ جب کسی اِنسان کے لئے بہت سے لوگوں کا ایک گروہ کسی مہربان، رحم دل حاکم کے پاس جاکر عاجزی واِنکساری کے ساتھ سفارش کرے اور اس کو حاکم کے سامنے رکھ کر معافی کی التجاء کرے تو یقیناً رحم دل حاکم اس کا قصور معاف کردیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ وہ بھی اسی طرح اپنے مولائے رحیم وکریم کی جناب میں اپنے مسلمان بھائی کی میت کو آگے رکھ کر سب کے سب کاملِ اخلاص سے اسکے گناہوں کی معافی کی سفارش کریں یہی نمازِ جنازہ کا راز ہے، جتنے آدمی مل کر دُعا کریں گے اُتنا ہی نزولِ رحمت ہوگا

دُنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ کیونکہ کسی مذہب میں اس طرح نمازِ جنازہ پڑھنے کی تعلیم نہیں ہے، مسلمان جس قدر میّت کا ادب واحترام کرتے ہیں اُسی قدر بعض دوسری قومیں میّت سے ڈرتی اور نفرت کرتی ہیں اور بعض تو گھر سے باہر سڑک پر رکھ دیتے ہیں۔ میت کے ساتھ حسن سلوک کا یہ بہترین طریقہ کسی قوم اور ملت میں رائج نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان والوں کیلئے دُنیا میں بہت بڑی رحمت اور عزت ہے۔ اس پر اپنے مالک اور پروردگار کا جتنا شکرادا کرے کم ہے۔

دُنیا میں رشتے ناطوں کا ہونا انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

دُنیا کی دوسری مخلوقات بغیر رشتے ناطے کے زندگی گذار رہی ہیں۔ چنانچہ اُنکے نر اور مادہ دونوں ہی آب و دانہ کی تلاش میں نکلتے ہیں' اُنکے یہاں نانا نانی' دادا' دادی یا بھائی بہن کا کوئی رشتہ ناطہ نہیں' یہ تو اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے ساتھ احسان اور رحم کیا ہے کہ اس کیلئے رشتے ناطے رکھے' جس کی وجہ سے اِنسان مختلف لوگوں کی محبت' ہمدردی اور مدد کے ساتھ زندگی گذارتا ہے اور اس کو مختلف لوگوں سے تعاوُن اور خدمت بھی ملتی ہے' دُنیا میں جتنے مخلوقات ہیں اُنکے بچے اپنے بوڑھے ماں باپ کو سہارا نہیں دیتے اور اُن کے ماں باپ بوڑھے ہوکر مرنے تک خود محنت کرتے اور تمام کام انجام دیتے ہیں' مگر اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو ایسا بنایا کہ اس کی اولاد بوڑھاپے میں اپنے ماں باپ کا سہارا بنتی اور دیکھ بھال کرتی ہے۔ یہ احسان اگر اِنسان کو یاد رہے تو وہ اپنے مالک کا شکر گذار بندہ بن کر رہ سکتا ہے۔ رشتوں اور ناطوں کی وجہ سے اِنسان کو بے انتہا مدد ملتی ہے' خاص طور پر تکالیف اور پریشانیوں میں اِنسان کے بڑے بڑے مسائل حل ہوجاتے ہیں' اللہ تعالیٰ چاہتا تو اِنسانوں کے لئے بھی جانوروں ہی کی طرح پرورش کا طریقہ رکھ سکتا تھا اور بغیر رشتے ناطے کے جس طرح اُن کی پرورش ہورہی ہے' اسی طرح اِنسانوں کی بھی کرسکتا تھا مگر یہ اس کا کرم ہے کہ اِس نے اِنسانوں میں رشتے ناطے رکھے' جس کی وجہ سے اِنسان کو زندگی گذارنا آسان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو اِنسانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی۔ ماں باپ کی خدمت کرکے جنّت حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔

گناہوں پر فوراً عذاب نہ دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِنسانوں کے لئے ایک بہت بڑی رحمت ہے

دُنیا میں اِنسانوں کی بداعمالیوں پر فوراً اُن کو سزا نہ دینا بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ ورنہ اِنسان کو توبہ کا موقعہ' معافی مانگنے کا موقعہ اور اپنی غلطی کو سدھارنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ گناہوں پر سزا کی ڈھیل ملنے سے انسان آخرت کی زندگی میں برباد ہونے سے بچ سکتا ہے۔ اور اپنی غلطیوں اور بداعمالیوں کا احساس کرکے صحیح اور نیکی کے راستے پر پلٹ سکتا ہے۔ اس لئے اِنسانوں کو توبہ کا موقعہ اور وقت دیا جانا اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی بہت بڑی رحمت ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ناکام زندگی سے کامیاب زندگی کی طرف پلٹ کر آسکتا ہے۔

اسی طرح بار بار اِنسانوں کی توبہ قبول کرکے اُنکے گناہوں کو معاف کرنا بھی اِنسانوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے' توبہ قبول کرکے اِنسان کو اللہ تعالیٰ سنبھلنے کا موقعہ عطا فرماتا ہے تاکہ وہ گناہوں سے باز آجائے' بڑے سے بڑے' مجرم کٹر سے کٹر کافر کیلئے بھی خدا کے یہاں توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنی غلطی سے باز آجائے اور اپنی نافرمانی پر نادم اور بغاوت کی روش چھوڑ کر اطاعت کا راستہ اختیار کرلے۔ غور کیجئے' اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں پر کیسے کیسے احسانات کئے اور اسکی رحمت اِنسانوں پر کیسی چھائی ہوئی ہے۔ ''الحمدللہِ''۔

آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے

اِنسانی تہذیب میں آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا سب سے اعلیٰ اور عمدہ طریقہ

معاشرت ہے۔ دُنیا کے دوسرے مذاہب میں اِس کی مثال نہیں ملتی۔ اس سے اِنسانوں میں محبت پیدا ہوتی ہے' جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں اور اِنسان ایک دوسرے کے قریب آتا ہے' سلام کی وجہ سے اِنسانی معاشرہ اور حیوانی معاشرہ میں بہت بڑا فرق واقع ہوتا ہے۔ یہ ایک دوسرے کیلئے سلامتی کی دُعا بھی ہے اور اس عزم واطمینان دہی کا اظہار بھی ہیکہ مجھ سے تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی' اِنسان حیوانوں کی طرح بغیر سلام کئے کلام نہیں کرتا اور نہ بڑے چھوٹوں کا تصوّر رکھے بغیر کرتا ہے۔ سلام میں دُنیا اور آخرت کی سلامتی کی دُعا چھپی ہوئی ہے۔ اس لئے سلام اِنسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت اور نعمت ہے۔ سلام کرنے سے اِنسان کا غرور وتکبر دُور ہوتا ہے' گویا سلام غرور وتکبر کے دُور کرنے کی دوا بھی ہے اور امن وسلامتی دینے کا اظہار بھی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت حاصل کرنے کا آسان طریقہ سلام ہے۔

اسلامی احکام میں سختی نہیں' نرمی ہے

اسلامی تعلیمات کے بعض احکام دنیا کے بعض غیر مسلموں کو انتہائی سخت معلوم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اسلام کو بدنام کرنے کیلئے غلط پروپگنڈہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بنیاد پرست یا کچھ اور کہتے ہیں' اس لئے ہمیں چاہیے کہ اِسلامی احکام کی حکمت و مصلحت اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو سمجھا کر ان کو اسلام کی دعوت دیں' ان کی غلط فہمیوں کو دور کریں اور اسکے ذریعہ عام مسلمانوں کے ایمان کو کمزور ہونے سے بچائیں تاکہ وہ غیر مسلموں کے غلط پروپگنڈے سے متاثر بھی نہ ہوں اور ان کو جواب دینے کے قابل بھی بن جائیں اور اسلام کو اپنے لئے رحمت سمجھیں۔

جو لوگ بھی اسلامی احکام پر سختی کا الزام لگاتے ہیں' وہ دراصل ان احکام میں اللہ تعالیٰ

کی حکمت اور مصلحت اور اس کی رحمتوں سے واقف نہیں۔ اسلام جتنے بھی احکام دیتا ہے وہ انسانی طبعیت اور فطرت کے مطابق ہیں اور اِنسان کا ضمیر اس کو اندر سے قبول کرتا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ بعض ماڈرن مسلمان بھی جو مسلمان ہوتے ہوئے غیر اسلامی تہذیب وتمدن پر زندگی گذارتے ہیں' اسلامی احکام پر زبان درازی کرتے ہیں اور بے وقوفی کی باتیں کرتے ہیں۔

دُنیا کی چیزوں میں حرام اور حلال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے

اسلام کی ایک زبردست خوبی یہ ہیکہ اس نے اِنسانوں کیلئے ایسے اُصول اور قوانین پیش کئے جن میں ان کی فطرت اور طبعیت کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے' اس وجہ سے اس کو دین فطرت کہا گیا ہے۔ اسلام نے کسی چیز کو جو حرام بتلایا ہے' وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ دُنیا امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے' اس امتحان گاہ میں جن چیزوں کو بھی حرام' ناپاک اور ناجائز قرار دیا گیا' اس سے دو چیزیں مقصود ہیں' سب سے پہلے یہ یاد رہے کہ ان کے استعمال سے انسان کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے اِنسانوں کو ان چیزوں سے دور رکھنا نہایت ضروری ہے' دوسرا یہ کہ اِنسانوں کا امتحان لینا بھی مقصود ہے کہ کون شخص ان چیزوں کو حرام جان کر اللہ تعالیٰ کی محبت واطاعت میں اُن سے دور رہتا ہے تاکہ اس اطاعت وفرمانبرداری پر جنّت میں درجات عطا کئے ہیں۔

اِنسان کی عقل اور اسکی صلاحیت محدود ہے۔ دُنیا میں ان گنت چیزیں ہیں اِنسانی عقل کائنات کی تمام چیزوں کے تعلق سے یہ فیصلہ کرنے کی لائق نہیں ہے کہ کس چیز سے اِنسان کو کیا جسمانی اور روحانی نقصان ہوسکتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ اکیلا خالق

کائنات ہے اسلیئے وہ بہتر جانتا ہے کہ کونسی چیزیں اِنسانوں کے لئے فائدہ مند ہیں اور کونسی فائدہ مند نہیں۔

اِسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ جس طرح ایک ماں اپنے بچے کو (جب وہ سمجھ' عقل اور شعور نہیں رکھتا) کہتی ہے کہ فلاں چیز مت کھاؤ' فلاں چیز مت پکڑو' فلاں چیز کے قریب مت جاؤ' اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے بہت ساری چیزیں جنکو انسانی عقل سمجھ نہیں سکتی' بس صرف حکم دیدیا ہیکہ وہ اسے استعمال نہ کریں اور پھر اِنسان کا امتحان بھی مقصود ہے' امتحان کی وجہ سے یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر چیز کا نفع یا نقصان بتلا دیا جائے ورنہ اِنسان نفع ونقصان کی خاطر عمل کریگا تو یہ اطاعت اللہ کے واسطے نہیں ہوگی بلکہ چیزوں کے نقصان کے ڈر وخوف سے ہوگی' اور اگر تفصیل جانے بغیر حرام چیزوں سے دُور رہے گا تو گویا اِنسان اللہ کی محبت واطاعت میں دُور رہا اور امتحان میں کامیاب ہوگیا۔

حرام وحلال صرف کھانے پینے ہی میں نہیں بلکہ عقائد میں حرام وحلال چیزیں ہیں' عبادات میں حرام وحلال ہیں' معاملات میں حرام وحلال ہیں' معاشرت واخلاقیات میں حرام وحلال ہیں' دُنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو اِنسانوں کو باقاعدہ مکمل طریقہ سے حرام وحلال' پاک وناپاک جائز وناجائز کی تعلیم دیتا ہے۔

یاد رکھیئے حلال چیزوں کے استعمال کا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اِنسانوں میں اعمال صالحہ پیدا ہوتے ہیں اور حرام چیزوں کے اِستعمال سے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں اور اِنسان میں اچھے اعمال پیدا ہونے کیلیئے حرام اور حلال کا شعور بے حد ضروری ہے۔ اس کے بغیر تقویٰ کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا' اور نہ حلال وحرام کے بغیر صالح معاشرہ بنایا جاسکتا ہے۔ اس لئے حلال وحرام ہونا اِنسانوں کیلیئے اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے' جن لوگوں کے یہاں حرام وحلال کا تصوّر نہیں ہے وہ اِنسانیت سے گرکر جانوروں جیسی زندگی

گذارتے ہیں۔ ایک ایمان والا بندہ حلال چیزوں کو استعمال کرکے اپنی زندگی کو پاکیزہ اور صحت مند رکھتا ہے اور متقی پرہیزگار بن سکتا ہے۔ ایمان سے محروم انسان حرام وحلال میں تمیز نہیں کرکے اپنی زندگی کو ناپاک اور گندی بنالیتا ہے اور تقویٰ سے دُور ہوجاتا ہے' تقویٰ کی اصل روح حرام وحلال کا تصور ہی ہے۔

نکاح کو حلال اور زنا کو حرام قرار دینا بھی ایمان والوں کیلیئے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمت ہے

دُنیا کے بعض اِنسانوں کے نزدیک نکاح جیسی عظیم الشان نعمت کو رُوحانی اور اخلاقی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا گیا۔ اسی لئے وہ رُوحانی اور اخلاقی ترقی حاصل کرنے کے لئے سنیاس لینا یا نن سسٹر یا برادر بننے کی تعلیم دیتے ہیں' حالانکہ اِنسانی تہذیب اور اعلیٰ تمدن کی بنیادی اینٹ نکاح ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی خاندان وجود میں آسکتا ہے اور نہ کسی صاف ستھرے سماج اور پاکیزہ معاشرہ کا تصوّر کیا جاسکتا ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نکاح ایک قسم کی مصیبت اور غلامی کا نام ہے' اسلیئے اس غلامی سے آزاد زندگی گذارنا چاہیے یاد رکھئے اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اشرف' اعلیٰ اور عمدہ تہذیب وتمدن سے نوازا ہے' انسانی زندگی کے لئے ایک اہم چیز سکون واطمینان ہے' جس میں ذہنی' قلبی اور جنسی وغیرہ ہر طرح کا سکون شامل ہے' نکاح کوئی غلامی کا نام نہیں' اِنسان کو یہ سکون اُسی وقت میسّر آسکتا ہے جب وہ نکاح کرکے گھر داری کی زندگی گذارے' اِنسان کو اہل وعیال سے بہت بڑا سکون نصیب ہوتا ہے۔

نکاح کیا ہے؟ دراصل اللہ اور اسکے رسولؐ کے حکم کے مطابق اشتراک اور تعاون عمل کا نام ہے۔ نکاح کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک نظام عمل کے تحت

زندگی گذاریں اور اُس زندگی کو گذارنے میں دونوں ایک دوسرے سے محبت، خلوص، اُنس ہمدردی، ایثار اور قربانی کے ساتھ اپنی اپنی قوت واستطاعت سے اِنسانی نسل کو اعلیٰ اخلاقی اوصاف کا حامل بنائیں اور اپنے اپنے حصّے کی ذمہ داریاں ادا کریں، نکاح ہی سے اِنسان اپنی نسل کو باقی رکھ سکتا ہے۔ حسب نسب کا قائم ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے۔ اولاد اپنے آپ کو اپنے والدین کی طرف منسوب کرکے فخر کرتی ہے اور معاشرے میں عزت دار زندگی گذار سکتی ہے، نکاح سے دو خاندانوں میں تعلقات قائم ہوتے ہیں، ان میں محبت، ہمدردی، غمخواری، ایثار اور قربانی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، نکاح اِنسانی زندگی میں بہت ساری مشکلات وتکالیف کو دور کرکے مرد کو مرد کی اور عورت کو عورت کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے، نکاح کے ذریعہ اِنسان میں ماں اور باپ ہونے کا احساس بیدار ہوتا ہے اور اُسی جذبہ واحساس کی وجہ سے وہ بچوں کی صحیح دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اسلام میں اِنسانوں کو جانوروں کی طرح آزاد شہوت رانی کی اجازت نہیں دی گئی اور نہ انسان کے فطری اور شہوانی جذبات کو بالکل ہی کچل دینے کا حکم دیا گیا بلکہ اِنسان کو اپنی نفسانی خواہش، اعلیٰ اور عمدہ طریقے سے نکاح کے ذریعہ پورا کرنے کی آزادی عطا فرمائی گئی۔ جس طرح اِنسان کو بھوک اور پیاس کی حاجت ہوتی ہے اِسی طرح وہ شہوت کی تکمیل کا بھی محتاج ہے، شہوت کو جائز اور حلال طریقے سے پورا کرنے کا واحد ذریعہ نکاح ہی ہے۔ اگر انسانوں کے درمیان نکاح جیسی نعمت کو نہ رکھا جاتا اور اِنسانی معاشرے سے نکاح کی قید اڑا لی جاتی تو اِنسانی معاشرہ جانوروں کے معاشرے سے بھی آگے نکل جاتا اور اِنسانی زندگی جانوروں سے بھی گئی گذری ہو جاتی اور انسانی معاشرہ، رحمت ہمدردی، غم گساری، محبت، شفقت، صبر وایثار جیسے انمول اخلاقی جواہر سے محروم ہو جاتا، اِنسانی آبادی اور جنگل کی آبادی سے کچھ کم نہ ہوتی۔ یا پھر یوں سمجھئے کہ

اِنسانی آبادی اور پاگلوں کی بستی میں کوئی فرق باقی نہ رہتا اگر معاشرے میں زنا کا رواج عام ہو جائے اور لوگ نکاح کو قید اور مصیبت سمجھ کر زنا کے عادی بن جائیں تو پھر حرام اور لاوارث بچوں کی بھرمار ہوگی، جن کا نہ کوئی حسب ونسب ہوگا اور نہ وہ عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے، کوئی بھی کسی کو نہ اپنا بیٹا سمجھے گا اور نہ کوئی کسی کا باپ کہلائے گا ہر انسان کو بے عزتی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور ایسے اِنسانوں کی صحیح تربیت بھی نہ ہوگی، بلکہ ایسے اِنسان معاشرے پر بدنما داغ کی طرح ہوں گے۔ زنا کاری کی وجہ سے مہلک امراض پورے معاشرے میں پھیلیں گے اور اِنسانی معاشرہ بے حیائی وبے شرمی کا شکار ہوگا جیسے آج کل یورپ کا ماحول ہے، لڑکے اور لڑکیوں کو بے شمار گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ ہوتے ہیں، نکاح کی وجہ سے معاشرہ اُن تمام امراض خبیثہ سے محفوظ رہتا ہے، میاں بیوی میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں۔ اِسلامی معاشرے پر اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت اور رحمت ہے کہ ایمان والوں کو اللہ نے عزت دار زندگی عطا فرمائی۔ الحمدللہ۔

دُنیا میں مختلف مخلوقات ہیں اور ہر مخلوق کی اپنی اپنی زندگی الگ الگ ہے۔ اِنسان کو اِنسانی زندگی دی گئی، حیوان کو حیوانی زندگی، جو لوگ اپنی نفسانی خواہش کو نکاح سے ہٹ کر جانوروں کی طرح پورا کرتے ہیں۔ اور ہوٹلوں، کلبوں میں زنا میں ملوث رہتے ہیں، وہ دراصل اِنسانی شکل میں جانوروں کی زندگی گذارتے ہیں اور جو لوگ نکاح جیسی نعمت کو اختیار کرکے زندگی گذارتے ہیں اور زِنا سے دُور رہتے ہیں وہ صحیح معنیٰ میں اللہ کی رحمت میں زندگی گذارتے ہیں اور اعلیٰ تہذیب وتمدن کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں۔

بیواؤں اور مطلّقہ عورتوں کو دُوبارہ نکاح کی اِجازت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

اِسلام کے تمام احکام اِنسانی فطرت اور طبعیت کے مطابق ہیں۔ دُنیا میں اِنسانوں پر مختلف حالات آتے ہیں' کہیں عورتیں بیوہ ہوجاتی ہیں اور کہیں آپس میں نباہ نہ ہونے پر طلاق دی جاتی ہے' ایسی صورت میں اسلام عورت کو دوبارہ نکاح کی اِجازت دیتا ہے تا کہ وہ معاشرے پر بوجھ نہ بن جائے۔ عورت کے پاس اگر مال نہ ہو تو کھلی بات ہے کہ وہ زندگی گذارنے کیلئے بھیک مانگے گی۔ اِسلام اسکے بجائے یہ چاہتا ہے کہ عورت کسی کی بیوی بن کر باعزت زندگی گذارے اور آوارہ بدکردار اور مجبور و محتاج زندگی گذارنے کے بجائے اپنے لئے محفوظ اور پر سکون سہارا حاصل کرلے۔

ایک عورت جب کسی کے نکاح میں ہوتی ہے تو اس کو بیوی کی حیثیت سے اِسلام بہت سارے حقوق دیتا ہے جو بغیر نکاح والی عورت کو نہیں ملتے' بیوی بننے کے بعد عورت کا مقام اور مرتبہ بلند ہوتا ہے جو کسی آزاد عورت کا نہیں ہوتا۔ بعض مذاہب میں بیواؤں کا دوسری شادی کرنا انتہائی غلط نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور دوسری شادی کی اجازت نہ دے کہ بیوہ کو مجبور و محتاج زندگی گذارنے اور جرائم میں مبتلا ہونے پر مجبور کردیا جاتا ہے' بعض علاقوں میں شوہر اور بیویاں ایک دوسرے کو اس طرح بدل لیتے ہیں جس طرح صبح و شام کا لباس تبدیل کیا جاتا ہے مگر اسلام نے باقاعدہ عورتوں کی حفاظت کے لئے مہر اور نان نفقہ مقرر کیا ہے' حقوق کے حدود معین کئے ہیں' نکاح کرکے ایک دوسرے کو پابند زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی ہے۔ اسلام نے زنا پر جو سخت سزائیں مقرر کی ہیں اس سے پہلے زنا کے تمام راستوں کو بھی بند کرتا ہے تا کہ اِنسان اپنی فطرت سے ہٹ کر نہ چلے اور سزا کا مستحق نہ بن جائے' معاشرے سے زنا اور بدکاری کو ختم کرنے کے لئے دوبارہ نکاح کا طریقہ دراصل ان جرائم کو ختم کرنے کی ایک کڑی بھی ہے۔ جرائم کو ختم کرنے کے راستے بند نہ کرنا اور جرائم

پر سخت سزا نہ دینا رحمت اور حکمت کے خلاف ہے۔ اِسلام جہاں سخت سزا دیتا ہے وہاں پہلے بُرائی کے تمام راستے بھی بند کرتا ہے' تب ہی اِنسان کو سزاوار قرار دیتا ہے۔ غرض یہ کہ ایک عورت اگر بیوہ اور مطلقہ ہوجائے تو اسلام یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ دوسروں کے رحم وکرم اور بھیک کے ٹکڑوں پر مجبور و محتاج زندگی گذارے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ معاشرے کی دوسری عزت دار عورتوں کی طرح کسی کی بیوی بن کر ایک (Status) کے ساتھ عزت دار زندگی گذارے۔ غور کیا جائے تو بیوہ اور مطلقہ عورت کے لئے دوبارہ نکاح میں بے انتہا فائدے ہی فائدے ہیں۔

اسلام میں مردوں کو چار بیویوں کی اِجازت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے

دُنیا میں اکثر غیر مسلم حضرات اِسلام میں مردوں کو چار بیویوں کی اِجازت پر اعتراض کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہر مسلمان ایک سے زائد شادیاں کرتا ہے کیونکہ اِسلامی شریعت نے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ بیویاں رکھنے کی عام ہدایت کی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان حضرات کی یہ غلط فہمی دور کریں۔ ابھی یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اسلام کسی بھی برائی پر سزا نافذ کرنے سے پہلے اسکے تمام راستے بند کرتا ہے' مردوں کو ایک ہی وقت میں چار بیویاں اپنے نکاح میں رکھنے کی عام اِجازت نہیں ہے بلکہ اِنسانوں کو زنا سے دور رکھنے اور اس بُرائی سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے مردوں کو یہ اِجازت دی گئی ہے کہ وہ اگر استطاعت رکھتے ہوں اور تمام بیویوں میں انصاف اگر کرسکتے ہوں تو ایسی صورت میں ان کو ایک بیوی سے زیادہ یعنی چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے ورنہ ایک ہی پر اکتفاء کرنا ہوگا۔ اسلام نے بیویوں کے درمیان انصاف نہ کرنے پر مرنے کے بعد سخت حساب اور سزا کی وعید بیان کی ہے۔ مرد پر چاروں بیویوں اور اُنکی اولاد کی پرورش کا برابر حصہ مقرر کرنے کی سختی سے تعلیم دیتا ہے' ایسا ہرگز نہیں کہ ہر

شخص بغیر سوچے سمجھے ایک سے زائد بیویاں رکھ لے اور کسی سے کم اور کسی سے زیادہ تعلق رکھے اور کسی کو اعلیٰ اور کسی کو ادنیٰ پرورش کا سامان مہیا کرے۔ اِن تمام سہولتوں کے باوجود اگر کوئی اِنسان زنا کی طرف مائل ہو تو اسلام نے اِنسانی معاشرے سے بدکرداری کو ختم کرنے کیلئے یہ سزا نافذ کردی ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ انسان نکاح کے راستے سے ہٹ کر زنا کا راستہ اختیار کرے تو اسے سنگسار کردیا جائے یعنی پتھر مار کر ہلاک کردیا جائے۔

عورتوں کو ایک ہی وقت میں چار نکاح کی اِجازت نہ دینا بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے

دوسرے مذاہب میں ایک سے زیادہ نکاح نہ کرنے کی اجازت نہ ہونے سے اکثر مرد شادی کے بعد ناجائز تعلقات میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور پھر چھپ کر گناہ کرتے ہیں‘ اسلام عورت اور مرد دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ وفاداری کرنے کا حکم دیتا ہے‘ عورتوں کو دوسرے مردوں سے تعلق قائم کرنے کو قطعی برداشت نہیں کرتا اور نہ مردوں کو اپنی بیوی سے ہٹ کر ناجائز طریقے سے دوسری جگہ منہ مار کر ناپاک زندگی گذارنے کی اِجازت دیتا ہے۔ مگر اکثر غیر مذاہب کے لوگ اسلام میں مردوں کو ایک ہی وقت میں چار بیویوں کی اجازت پر سوال کرتے ہیں کہ آخر اسلام عورتوں کو ایک ہی وقت میں چار مردوں کو نکاح میں رکھنے کی اجازت کیوں نہیں دیتا۔ کیا عورتوں سے بدکاری نہیں ہوسکتی؟ اس سوال پر غور کیا جائے تو اِنسان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ سوال انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ انسان اس کو قطعی پسند نہیں کرتا کہ کوئی مرد اس کی بیوی کے ساتھ تعلق قائم کرے کیوں کہ یہ جانوروں کی خصوصیت ہے کہ ایک مادہ کئی کئی نر سے تعلق قائم کرے۔ غور کیجئے اگر ایک عورت ایک ہی وقت میں چار مردوں سے نکاح

کرلے تو وہ کس کی بیوی کہلائے گی؟ اور اس کو جو اولاد ہوگی‘ ان کا باپ کونسا مرد ہوگا؟ پھر اس عورت اور اس کے بچوں کی پرورش کی ذمہ داری کس مرد پر ہوگی؟ اور اس کے بچے کس مرد کو اپنا باپ کہیں گے؟ ہر مرد عورت کو جانور کی طرح استعمال کرے گا اور بچوں کی پرورش کا سارا بوجھ عورت پر پڑ جائے گا۔ یہ میاں بیوی کی پرسکون زندگی نہیں ہوگی بلکہ ایک طرح سے بے کسی کی پرآشوب زندگی ہوگی اور ایک محدود طریقہ کی زنا والی زندگی بھی ہوگی۔ اس کے برعکس مرد کو چار بیویاں ہوں تو ان عورتوں کو ہونے والے بچے اسی مرد کے نام سے منسوب کیے جائیں گے اور چاروں عورتیں اور اُن کی اولاد کے نان نفقہ اور دوسری ذمہ داریاں بھی اُسی ایک مرد پر ہوگی‘ چاروں عورتیں عزت دار طریقہ سے ایک مرد کی بیویاں کہلائیں گی۔

جو لوگ اِسلام میں چار بیویوں کی اجازت پر اعتراض کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ کھلے دل سے اسلام کی اس حکمت اور مصلحت پر غور کریں‘ غور کریں گے تو سمجھ میں آئیگا کہ اس میں اللہ تعالیٰ ایک خاص حکمت و رحمت پوشیدہ ہے۔

غیر ایمان والوں سے نکاح کو حرام قرار دینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت

ایمان والوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ غیر اِیمان والے مرد اور عورت سے نکاح نہ کریں‘ ان کے لئے اس قسم کے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس کی حکمت و مصلحت پر ذرا غور کیجئے‘ شادی صرف جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے نہیں‘ بلکہ شادی ایک نسل کے بننے اور بگڑنے کا ذریعہ بھی ہے۔ زندگی پر میاں بیوی کے رشتے کے بہت گہرے اثرات پڑتے ہیں‘ اگر آدمی نکاح میں عقائد و اعمال کو کوئی اہمیت نہ دے اور صرف حسن یا مال یا خاندان کو سامنے رکھے تو گویا وہ اپنے خرچہ پر اپنے ہی گھر میں ایسی بلا پال لے گا جو

صرف اُسی کے نہیں بلکہ اس کی آئندہ نسلوں کے بھی ایمان و اسلام کا بیج ختم کر دے گی۔
بنی اسرائیل کی تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُن کے اندر بے شمار عقائدی گمراہیاں اُن عورتوں کے ذریعہ سے پھیلیں جنہیں وہ دوسری بُت پرست قوموں میں سے بیاہ کے لائے تھے۔ اِسی طرح ہندوستان میں بھی مغل سلاطین نے ہندو راجاؤں کے ہاں سیاسی مصالح کے تحت جو شادیاں کیں تو اُن کی لڑکیوں کے ساتھ ساتھ اُن کے عقائد و خیالات اور رسوم و عبادات کے طریقے بھی اپنے گھروں میں گھسا لائے' جس کا کم سے کم نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم گھروں میں غیر مسلم افکار و خیالات اور رسوم و عبادات کے تعلق سے یا تو نفرت ہی ختم ہو گئی یا کم ہو کر صفر کے درجہ میں رہ گئی۔

سنگساری کا حکم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

اِسلام میں زنا کرنے پر شادی شدہ مرد اور عورت کو سنگسار کر دینے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے۔ دنیا کے بعض غیر مسلم اِنسانوں کو اسلام کی یہ سزا انتہائی بے رحمانہ اور اذیت آمیز نظر آتی ہے۔ اگر اس سزا کی گہرائی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے ذریعہ معاشرہ میں عزت و عفت محفوظ رہتی ہے' عصمت خطرہ میں نہیں رہتی اور امن و سکون کا ماحول بنا رہتا ہے' نیز معاشرہ پر پاکیزگی کی فضاء چھائی رہتی ہے اور معاشرہ سے بدکاری کو مٹانا بھی مقصود ہے۔ بظاہر یہ سزا بعض اِنسانوں کو سخت اور اذیت آمیز نظر آتی ہے مگر ان لوگوں کو اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا ایک عورت کی عزت و عفت لُٹ جانے کے بعد واپس ہو سکتی ہے؟ اور یہ بدنام داغ کیا اس سے دھویا جا سکتا ہے یا خود اُن کی بیٹی' بیوی' اور بہن کے ساتھ کوئی یہ حرکت کرے تو کیا وہ برداشت کر سکتے ہیں؟ اور یہ بیماری اُنکے اپنے خاندان اور معاشرہ میں پھیلتی جائے تو وہ خود اپنے گھر کی بہو' بیٹیوں' کو کیسے محفوظ رکھ سکیں گے؟۔

اسلام نے زنا کے جرم میں سنگسار کا حکم دے کر اسلامی معاشرے کو گندگی اور گناہ کبیرہ جیسے افعال سے پاک کیا ہے اور ایمان والوں کو بدکردار ہونے سے بچا لیا ہے۔ غور کیجئے کہ آج یورپ کا معاشرہ آزاد شہوت رانی کی وجہ سے کتنی اخلاقی گراوٹ اور گندگی میں مبتلا ہو گیا ہے جہاں عورتوں کو جانوروں کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ دُنیا کے دوسرے سامان کی طرح عورتوں کو بھی لذت اور ہوس پوری کرنے کا ایک سامان سمجھا جاتا ہے اور ہوٹلوں' کلبوں میں ان کو ننگا کر کے ان کے جسم کے مختلف اعضاء سے لذت اٹھائی جاتی ہے اور شراب کباب کے دور چلا کر اُن کو شرابیوں کے سامنے نچایا جاتا ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں کم عمروں ہی سے بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ رکھتی ہیں۔ اگر نہ رکھیں تو بہت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس کو ماڈرن تہذیب اور اعلیٰ کلچر تصور کیا جاتا ہے۔ نکاح کے بغیر حرام اولاد کو جنم دیا جاتا ہے' جسکو حکومت خود پالتی ہے' زنا عام ہونے کی وجہ سے پورا معاشرہ انتہائی مہلک اور نئے نئے بیماریوں میں مبتلا ہو گیا ہے' صرف یوروپی ممالک ہی نہیں جن جن ملکوں میں زنا عام ہے اس پر کوئی قید نہیں' وہاں مرد اور عورت آوارہ بن جاتے ہیں اور ہر روز نئے نئے افراد کی تلاش میں رہتے ہیں اور پورے معاشرے کو کسی نہ کسی طرح اپنے قابو میں لے کر پورے معاشرے کو گندہ اور ناپاک کرنا چاہتے ہیں' اسلام نے زنا کو ختم کرنے کے لئے صرف سزا ہی کو نافذ نہیں کیا ہے' بلکہ سب سے پہلے اس کے تمام راستے بند کئے ہیں تا کہ اس فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا کسی طرح سے کوئی موقعہ باقی نہ رہے۔ اسلام نے زنا کو ختم کرنے کے لئے سب سے پہلے عورت کو حکم دیا کہ وہ وقار و سکینت کے ساتھ گھروں میں بیٹھی رہیں اور غیر مردوں سے پردہ اختیار کریں۔ اپنے حسن و بناؤ سنگھار کی نمائش نہ کریں' مردوں سے بات کرنا ہو یا کوئی چیز لینا ہو تو پردے کے پیچھے سے لیں اور آواز کو گرجدار بنائیں۔ باہر نکلنا ہو تو چادریں اوڑھ کر باہر نکلیں' مرد اور عورت کو مصافحہ کرنا حرام قرار دیا گیا اور ایک دوسرے کو گھورنے

پرلعنت فرمائی گئی ہے تاکہ زنا کی سب سے پہلی سیڑھی نظر بازی سے اِنسان دُور رہے' عورتوں کومحرم ونامحرم کی تمیز کرنے کی ہدایت دی۔غرض یہ کہ تمام اندرونی وبیرونی تدابیر اختیار کرنے کے بعد یہ حکم دیا کہ نافرمان' نفس کے بھوکے اور گندگی کو پسند کرنے والے بدکردار اور بدمعاش لوگ اگر آزاد شہوت رانی میں ملوث ہوجائیں تو پھر اگر وہ شادی شدہ نہ ہوں تو سو کوڑے مار کر اُن کی کھال اُدھیڑ دی جائے اور شادی شدہ ہوں تو سنگسار کرکے معاشرے کو بدکاری سے پاک کیا جائے اور اس کا اس طرح سے علاج کیا جائے۔ یہ حکم دراصل مسلم معاشرہ کو آوارہ لوگوں کی چراگاہ بننے سے بچالینے کے لئے ہے۔ زنا پر اتنا سخت حکم دے کر انسانی معاشرہ کو حیوانی ماحول میں تبدیل ہونے سے بچالیا گیا ہے۔ مجرم کو جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد سزا نہ دی جائے تو وہ اس کا عادی بن کر مزید عزت دار اور اعلیٰ اخلاق وکردار کے لوگوں کو بدفعلی میں مبتلا کرکے ان کو بھی برباد کرسکتا ہے اور پورے معاشرے میں بُرائی کو پھیلاسکتا ہے ایسے معاشرے میں لوگ اطمینان وچین کی نیند نہیں سوسکتے۔ ماں' بہن' بیٹی کی عصمت وعفت کب اور کہاں لٹ جائے گی اس کی کوئی گیارنٹی باقی نہیں رہتی۔ جس ملک کے منسٹر' آفیسر' اور پولیس اور عوام خود اس کے عادی ہوں تو وہاں پھر اپنے بیٹا' بیٹی کی عصمت کو حفاظت میں رکھنا آگ کو ہاتھ میں رکھنا ہے۔ اس لئے زنا پر سنگسار کا حکم اِنسانیت کیلئے بہت بڑی رحمت ہے۔ اس سے اِنسانی معاشرہ گناہوں کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔

جن ملکوں میں سنگسار کی حقیقت نہیں سمجھی گئی اور مجرموں کو کچھ معمولی سی سزا دے کر چھوڑ دیا جاتا ہے وہاں زنا اور زنا بالجبر کے واقعات اکثر رونما ہوتے ہیں' معصوم' شریف' اور عزت دار لوگوں کی ماں' بہن' بیٹی کی عصمت لوٹی جاتی ہے یا پھر اکثر عورتیں حکومت سے لائسنس حاصل کرکے اپنی کالونیاں آباد کرتی اور لوگوں کے لئے اس ہوس کے پورا

کرنے کی دوکانیں چلاتی ہیں جس کے لئے کئی نوجوان اور معصوم لڑکیوں کا اغوا بھی کیا جاتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں عورتوں کی حفاظت کی یہ بہت بڑی حکمت ہے۔ جس سے اسلامی معاشرہ کی عورتیں سکون واطمینان کی نیند سوسکتی ہیں۔ یہ حکم دراصل شریف النفس انسانوں کو محفوظ زندگی گذارنے کی گارنٹی دیتا ہے۔

اسلام میں پردہ ایمان والیوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

اس سے پہلے ہم آپ کو یہ بات بار بار بتلاچکے ہیں کہ اسلام کسی بُرائی کو اِنسانی معاشرے سے ختم کرنے کیلئے اس بُرائی کے ہر سوراخ کو بند کرتا ہے تاکہ اِنسان کو اس بُرائی کرنے کا کسی طرح کا کوئی موقعہ نہ ملے اور گناہ سے بال بال بچارہے۔

اگر اِنسان اسلام میں پردہ کے احکام پر غور وفکر کرے گا تو اُسے معلوم ہوگا کہ پردہ ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت اور رحمت ہے۔ بہت سے لوگ پردہ کی حقیقت اور اس کی حکمت سے واقف نہیں ہوتے اور پردہ کے احکام کو عورتوں پر ظلم سمجھتے ہیں' حالانکہ پردہ کی وجہ سے عورتوں میں شرم' حیا اور نسوانی اوصاف باقی رہتے ہیں' ان کی حفاظت ہوتی ہے اور وہ بے شرم وبے حیا ہونے سے بچ جاتی ہیں' عزت دار اور شرم وحیاء والی عورتوں کو اگر پردہ سے باہر نکال دیا جائے تو وہ ایسی ہی تڑپتی ہیں جیسے مچھلی کو پانی سے باہر نکال لینے۔ پردہ' دراصل انسانی معاشرے کو جانوروں کی طرح زندگی گذارنے سے دور رکھا ہے' انسانوں میں مردوں اور عورتوں کو علحدہ علحدہ رہنے کی اعلیٰ اِنسانی تہذیب سکھاتا ہے' اور انسانوں کو آزاد شہوت رانی میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے۔ پردہ دراصل عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ کوئی نہیں چاہتا کہ اس کی بیوی بیٹی اور بہن کو کوئی دوسرا آدمی شہوت کی نگاہ سے دیکھے' ہر شخص اپنے خاندان کی عورتوں کی

عزت و آبرو کی حفاظت چاہتا ہے۔

دنیا امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے، یہاں امتحان لینے کیلئے مرد اور عورت دونوں میں شہوانی جذبات رکھے گئے ہیں، شیطان بے پردہ ماحول میں عورتوں اور مردوں کے ملاپ سے فائدہ اُٹھا کر ہر عمر کے اِنسان کو سیکس میں مبتلا کرتا اور من مانی طریقہ سے آنکھ، دل و دماغ ، کان اور زبان کے زنا میں مبتلا کرتا ہے، مرد اور عورت شرم گاہ سے بُرائی کرنے سے پہلے آنکھوں، کانوں، اور دل و دماغ کے ذریعہ زنا میں مبتلا ہوتے ہیں پھر آخر میں شرم گاہ اس کی تکمیل کرتی ہے جس معاشرے میں بھی پردہ کا نظام نہیں ہوگا وہ معاشرہ اخلاقی حیثیت سے بہت زیادہ گرا ہوا ہوگا، وہاں پر عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت کی کوئی گیارنٹی نہیں دی جا سکتی، یا تو عورت خود کسی دوسرے پر مائل ہوگی یا کوئی مرد ہی عورت کو مائل کرنے کی کوشش کرے گا، ایمان والوں کے لئے پردہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رحمت ہے، ایمان والی عورت حجام کا آئینہ بننے سے محفوظ ہو جاتی ہے اور غیر مردوں کو اُنکی آنکھوں، کانوں، دل و دماغ کے زنا میں مبتلا ہونے کا موقع نہیں دیتی۔ عورت سوائے اپنے شوہر کے دوسرے مردوں کے لئے آزاد شہوت رانی کا ذریعہ نہیں بنتی۔ پردہ دار عورت کو پردہ سڑک سڑک کی خاک چھاننے پھرنے سے محفوظ رکھتا ہے، وہ اپنے گھر کو اپنی حفاظت کا مضبوط قلعہ سمجھتی ہے۔ اس کو بازار سے زیادہ گھر میں سکون نصیب ہوتا ہے، وہ گھر سے باہر نکل کر اپنے آپ کو وحشت میں پاتی ہے۔

دُنیا میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مخلوقات کو مختلف کلچر عطا فرمایا ہے، اس میں ایک کلچر انسانی اور ایک کلچر حیوانی ہے۔ اِنسان چوں کہ اشرف المخلوقات ہے اسلئے اس کو پیغمبروں کے ذریعہ سب سے اعلیٰ اور عمدہ تہذیب و کلچر عطا کی گئی۔ چنانچہ پردہ کا نظام عورت کیلئے عزت، مرتبہ اور حفاظت کی چیز ہے۔ اب اگر کوئی شخص انسان ہوتے ہوئے اپنی تہذیب

کو چھوڑ کر جانوروں کا کلچر اختیار کرے اور گائے، بیل بھینس کی طرح خلط ملط ہو کر زندگی گذارے تو اسکی زندگی اور جانوروں کی زندگی میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا اور انسانی کلچر جانوروں کے کلچر میں تبدیل ہو جائیگا۔ دُنیا کی کوئی مخلوق دوسری مخلوق کی نقل نہیں کرتی مگر افسوس انسان اپنی اعلی اور عمد

جو قید کر کے رکھا جاتا ہے وہ بنیاد پرستی

ہے، حالانکہ ان کو غور کرنا چاہیے کہ جب کسی کی بیوی، بیٹی گھر سے باہر بے پردہ ہو کر نکلتی ہے تو غیر مردوں کی بہت بڑی تعداد اُن کی چال، اُن کی آواز، اُن کے بال، اُن کے سینہ اور پشت سے مزے لیتے ہیں اور اُن کے ساتھ آنکھوں، کانوں، دل و دماغ کے زنا میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ ایک مرد اپنی بیوی کے جسم سے جو مزے لیتا ہے وہ تو جائز ہے مگر غیر مرد اس عورت کے جسم کے مختلف حصوں سے جو مزے لیتے ہیں وہ کس طرح درست ہوں گے؟، عورت کو پردہ میں رکھنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے املی کے اوپر سے چھلکا نکال لیا جائے تو بخار والا انسان بھی کیوں نہ ہو اس کے منہ میں پانی آ جاتا ہے، اسی طرح عورت اگر بے پردہ غیر مردوں کے سامنے آجائے تو غیر مرد اس کے جسم کے مختلف اعضا سے مزہ لیتے ہیں، اور ایک عورت کو بے پردہ بنا کر ہزاروں مردوں کو زنا میں مبتلا کرایا جاتا ہے۔ پردہ دراصل ایمان والی عورتوں کے لئے املی کے چھلکے کی مانند ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان والی عورتوں کو پردہ اختیار کر کے عبادت میں زندگی گذارنے کا موقعہ عطا فرمایا تاکہ وہ نماز کے بعد پردہ اختیار کر کے بھی اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی میں رہیں۔

شراب کا حرام ہونا ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

دنیا میں اِنسانوں کی آزمائش اور امتحان کے لئے شراب رکھی گئی ہے مگر ساتھ ہی یہ تاکید بھی کی گئی ہے کہ شراب حرام چیز ہے' شراب گناہوں کی ماں ہے' شراب بنانے والا' شراب بیچنے والا اور شراب پینے والا سب کے سب ایک ہی درجہ کے گنہگار ہیں' شراب پینا شیطانی فعل ہے' شیطان اس کے ذریعہ انسانوں کے درمیان دشمنی اور کینہ پیدا کرانا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ یاد رکھئے کہ شیطان انسان کی دنیا وآخرت دونوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے۔ شراب کے ذریعہ انسانوں پر گناہوں کا دروازہ آسانی سے کھل جاتا ہے اور شیطان انسان سے شراب کا استعمال کروا کر مختلف گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے' کسی بھی صالح معاشرے میں جرائم کا دروازہ کھولنے اور تقویٰ سے انسانوں کو دور کرنے کے لئے شراب شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ اِنسانی معاشرہ میں جو لوگ بھی شراب کے عادی بن گئے ہیں' اُن کی زندگیوں سے عقلمند اور سمجھدار لوگوں کو بڑی عبرت اور نصیحت مل سکتی ہے۔

شراب پینے والوں کی عقل صحیح رخ پر کام نہیں کرتی' اُن کے ہوش وحواس معطل ہوجاتے ہیں اور جب ہوش وحواس ہی معطل ہوں تو ایسا اِنسان نہ خدا سے قلبی تعلق قائم کرسکتا ہے اور نہ خدا کی یاد میں دل لگا سکتا ہے۔ جبکہ خدا کی یاد اور تعلق کے لئے قلبی لگاؤ بہت ضروری ہے' موجودہ زمانہ میں گانجہ' چرس' افیم' ہیروئن گرین شوگر' وغیرہ شراب ہی کی مختلف صورتیں ہیں' جو لوگ گانجہ اور چرس کا استعمال کرتے ہیں وہ دن رات بے ہوشی میں زندگی گذارتے ہیں۔

شرابی ہمیشہ گالی گلوج' فحش کلامی اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ رہتا ہے' ہمیشہ شراب پی

کر ہنگامہ اور فساد برپا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بیوی' بچے اور پڑوسی ان کی دھینگا مستی سے بیزار ہوجاتے ہیں۔ شرابی اِنسان سے اعمال صالحہ کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ وہ اپنی ماں' بہن اور بیٹی کو بھی بیوی کی حیثیت سے دیکھتا ہے' اس کے نزدیک کسی کا قتل کرنا اور کسی کی عصمت لوٹ لینا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ عام طور پر شرابی شراب پینے کے بعد زنا کی طرف مائل ہوتا ہے۔

شراب سے صرف اخلاق ہی خراب نہیں ہوتے بلکہ شراب پینے والے کی جسمانی حالت بھی خراب ہوجاتی ہے پاؤں میں لغزش اور جسم کا توازن بگڑ جاتا ہے' جگر متاثر ہوکر جل جاتا ہے' جس طرح سوڈے کی بوتل میں اُبال پیدا ہوجاتا ہے اور سوڈے کا پانی جوش مارتا ہے اسی طرح شراب پینے کے بعد دوران خون تیز ہوجاتا ہے۔ اس سے وقتی طور پر ایک گرمی اور تیزی تو محسوس ہوتی ہے لیکن دورانِ خون تیز ہونے کے سبب دل پر دورہ بھی پڑسکتا ہے۔ جب شراب معدہ میں ہوتی ہے تو معدہ گویا آگ کا تندور بن جاتا ہے اور معدہ کو جلا بھی دیتی ہے۔ معدہ اور آنتیں متاثر بھی ہوجاتی ہیں' جگر میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے' شرابی کو اکثر لقوہ اور فالج بھی مار دیتا ہے۔

شرابی کی صرف جسمانی حالت ہی خراب نہیں ہوتی بلکہ وہ معاشی اعتبار سے بھی مفلس ہوجاتا ہے' ایک اِنسان جب شراب کا عادی بن جاتا ہے تو شراب پینے کا جیسے ہی وقت آتا ہے اُسکا خون چونکہ شراب کا عادی بن جاتا ہے اس کو بے چین کر دیتا ہے اور وہ شراب کیلئے اپنی دولت کو پانی کی طرح بہا دیتا ہے۔ اگر گھر میں روپئے موجود نہ ہوں تو گھر کی چیزوں کو رہن رکھ دیتا ہے' یا کسی سے قرض مانگنے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ یہ سب صورتیں نہ ہوں تو پھر حرام طریقے سے مال کمانے کی فکر میں رہتا ہے۔ اور اگر ایک انسان کو شراب کی عادت پڑ جانے کے بعد طلب پر شراب نہ ملے یا اس کو شراب کی

عادت ختم کرنے کیلئے فوراً شراب سے دُور رکھا جائے تو بعض حالتوں میں وہ بہت جلد موت کے گھاٹ بھی اتر جاتا ہے۔ اکثر شرابی لوگوں کی معیشت تباہ و برباد رہتی ہے۔

شراب پینے کے بعد اِنسان کو کپڑوں تک کا ہوش باقی نہیں رہتا۔ شیطان تو انسان کو بے عزت اور ذلیل کرنا چاہتا ہے، بعض کو برہنہ بھی کر دیتا ہے، کوئی کچرا کنڈی اور سڑک کے کنارے چت لیٹا رہتا ہے اور کوئی راستہ چلنے والی عورتوں کو چھیڑ چھاڑ کر کے لوگوں کی مار پیٹ کا شکار بھی ہو جاتا ہے، بہت سے شرابی تو شراب خانہ میں یا شراب خانہ سے باہر نکلتے ہی شور، ہنگامہ اور فساد شروع کر دیتے ہیں، شیطان اِنسان کی اِنسانیت اتار کر یہ سب تماشہ دیکھتا رہتا ہے، شرابی لوگوں کے بیوی بچے اکثر پریشانی کی زندگی گذارتے ہیں۔ شرابی لوگوں کی اولاد کمزور، لاغر اور بیمار ہوتی ہے، شرابی کے اخلاق کا صرف گھر والوں ہی پر بُرا اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کے خاندان اور معاشرے پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اسکی شراب نوشی سے اُسکے بچے، اس کے ساتھی بھی شراب کے عادی بننا شروع ہو جاتے ہیں، وہ اپنے دوست احباب سب ہی کو شراب کی دعوت دیتا رہتا ہے، معاشرے کے اچھے لوگ شرابی کو ذلت اور بے عزتی کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، شرابی ماحول میں صالح معاشرہ وجود میں نہیں آ سکتا۔ اس لئے اگر کسی معاشرے میں جرائم کو ختم کرنا ہو اور لوگوں کو متقی پرہیزگار بنانا ہو تو وہاں سب سے پہلے شراب پر پابندی لگانی ہوگی۔ گاؤں، محلّہ اور شہر بلکہ پورے ملک کو شراب سے پاک رکھنا ضروری ہے۔ فوجی ماہرین کا کہنا ہے کہ جو فوجی شرابی ہوتا ہے، وہ جلد ہی دم توڑ دیتا ہے، دُنیا میں لاکھوں افراد اور ہزاروں گھر شراب کی وجہ سے تباہ و برباد ہو چکے ہیں، شیطان نے اُنکی دنیا کو بھی تباہ کر دیا اور آخرت کو بھی تباہ کر دیا ہے۔ ایمان والوں کے لئے شراب کا حرام ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی رحمت اور نعمت ہے۔ اس سے وہ اور اُن کی اولاد عزت دار، صالح اور تندرست

زندگی گذار سکتے ہیں اور گناہوں سے دور رہنا اُن کیلئے آسان ہو جاتا ہے، اُنکو شیطان گناہوں کے راستے پر لے جانے میں دقت محسوس کرتا ہے۔ شراب سے دور رہنے سے ایک مسلمان کی صحت عمدہ رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ اُنکے اخلاق بھی معاشرے میں تمام اِنسانوں سے اعلیٰ اور بلند بن جاتے ہیں، اُن کی دولت برباد ہونے سے بچ جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کے اہل و عیال کو سکون بھی نصیب ہوتا ہے، اُن کو لوگ عزت دار نگاہوں سے دیکھتے اور ان کا احترام بھی کرتے ہیں، یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رحمت ہے کہ اس نے اس جیسی خبیث چیز کو مسلمانوں پر حرام قرار دیا ہے۔

اسلام نے شراب بنانے، بیچنے اور پینے والوں کیلئے سخت سزائیں مقرر کی ہیں اور سزا سے پہلے انسانوں کیلئے شراب کے تمام راستے بند کئے ہیں تاکہ لوگ شراب کے قریب نہ جائیں، شراب بنانے بیچنے اور پینے والوں کو سزا دینا گویا معاشرے کو پاکیزہ زندگی گذارنے کا موقعہ فراہم کرنا اور اِنسانوں کو گناہ کے ماحول سے دور رکھنا ہے اور انسانی آبادیوں کو شور شرابہ اور لڑائی جھگڑے سے دور رکھنا ہے۔ بعض غیر مسلم علاقوں میں اِنسانوں پر شراب کی پابندی لگائی تو جاتی ہے مگر شراب کے بنانے، بیچنے اور لانے پر پابندی نہیں لگائی جاتی، جسکی وجہ سے ہزاروں لوگ اس قانون کی خلاف ورزی کر کے شراب پیتے اور جرم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ شراب کی عادت ترک کرانے کیلئے شرابیوں پر جُرمانے بھی عائد کئے جاتے ہیں، لیکن جرمانہ کی بھاری رقم بھی اس بدعادت کو چھڑانے میں ناکافی اور ناکام ثابت ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ شراب کو چھڑانا ہو تو سب سے پہلے اِنسانوں میں خالق و مالک کی محبت اور خوف اور آخرت کی فکر پیدا کرنی ہوگی، اسکے بعد محلّہ اور بستی سے شراب کو اس طرح ختم کرنا ہوگا کہ تلاش کے باوجود ایک بوند بھی نہ مل سکے، سخت نگرانی

بھی کرنی ہوگی اور ترغیب وترہیب کے تمام ممکن ذرائع کو بھی استعمال کرنا ہوگا تب کہیں جا کر معاشرہ کو اس ام الخبائث اور اُمّ الجرائم سے نجات مل سکے گی۔

جوّے کا حرام ہونا بھی ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے

شراب اور جوے کو قرآن نے شیطانی کام بتلایا ہے اور جس طرح شراب سے دور رہنے کی تاکید فرمائی اِسی طرح جوّے سے بھی دور رہنے کا حکم فرمایا۔ شیطان ہر زمانہ میں جوّے کو مختلف شکلوں میں اِنسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے وہ اس کے ذریعہ انسانوں کو اللہ سے غافل بناتا اور اوقات کو برباد کرتا ہے‘ چنانچہ موجودہ زمانے میں گھوڑا‘ اونٹ کی ریس‘ سٹّا‘ مٹکا‘ لاٹریاں وغیرہ سب جوّے کی مختلف شکلیں ہیں جوا کی لعنت سے ہزاروں لوگ اپنی دولت سے ہاتھ دھوتے اور فقیر بن جاتے ہیں‘ پچھلے زمانے میں تو لوگ جوّا میں اپنی بیویوں کو بھی لگا دیتے تھے‘ اگر کسی اِنسان کو شیطان جوے کی لت میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ لت بہت ہی مشکل سے چھوٹتی ہے‘ شیطان جوّے کے ذریعہ اِنسان کو ایک ہی رات میں بغیر محنت کے لاکھ پتی بن جانے کا خواب دکھاتا ہے‘ زمانہ اس بات پر گواہ ہے کہ ہر زمانے میں جوّا کھیلنے والے مفلسی‘ تنگ دستی اور تباہی و بربادی کے شکار تھے اور شکار ہیں‘ جوّا کی لت سے انسان دنیا کے کاروبار نہ دلچسپی سے کرتا ہے اور نہ کاروبار کی فکر کرتا ہے۔ بس دن رات اُسی کا نشہ سوار رہتا ہے‘ جوّا انسانی سماج میں ایک بہت بڑی لعنت ہے۔ مسلمانوں کو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جوّا کو ان پر حرام قرار دے کر ایک زبردست لعنت اور گندگی سے دور رکھا ہے‘ چنانچہ وہ مفلسی اور پریشانی سے دور رہ سکتے ہیں اور دولت کا استعمال صحیح طریقے سے کرسکتے ہیں‘ شیطان اولادِ آدم کو جوّے کا عادی بنا کر اُنکی تباہی و بربادی اور مفلسی کا تماشہ دیکھنا چاہتا ہے۔ جوّا دنیا کی اس امتحانی زندگی میں شیطانی فعل اور جہنمی عمل ہے۔

سود کا حرام ہونا اِنسانوں کے لئے رحمت ہے

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر کے اِنسانوں پر بہت بڑا رحم اور احسان کیا ہے اور دُنیا کی اس امتحانی زندگی میں انسانوں کو نہ صرف سود کھانے بلکہ سود دینے اور سود کا حساب کتاب کرنے سے بھی منع فرمایا ہے‘ اس نے انسانوں کو صدقہ اور خیر خیرات کی تعلیم دی ہے تا کہ لوگوں میں معاشرے کے کمزور‘ غریب اور محتاج لوگوں کی مدد کا جذبہ پیدا ہو اور انسانوں میں انسانیت کے اعلیٰ صفات‘ فیاضی‘ فراخ دلی‘ اعلیٰ ظرفی اور ایثار وقربانی کے جذبات پیدا ہوں۔ اس کے برعکس سود اِنسانی معاشرے کے لئے ایک بہت بڑی لعنت ہے‘ سود خور کی ذہنیت بالکل اسکی ضد ہوتی ہے‘ سود خور انسانیت کے ان تمام اعلیٰ صفات سے خالی ہوتا ہے اور اپنے اطراف کے معاشرے کے خون کو چوستا رہتا ہے۔ وہ اِنسانوں کی مجبوری اور محتاجی سے غلط فائدہ اُٹھا کر اُنکے خون پسینے کی کمائی کو کھاتا رہتا ہے۔ سودی کاروبار کے ذریعہ وہ مجبور اِنسانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر اپنا غلام بنالیتا ہے۔ اس میں اِنسانوں کی مدد کا جذبہ بالکل نہیں رہتا۔ وہ ایثار وقربانی سے دور ہوکر خود غرضی‘ بخل اور تنگ دلی‘ سنگ دلی‘ جیسی بدترین صفات میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اس میں تھوڑی بھی اِنسانی ہمدردی باقی نہیں رہتی۔ وہ ایک بے رحم درندہ بنا رہتا ہے‘ وہ غریب لوگوں کا خون چوس کر اپنا گھر آباد کرتا ہے‘ پیسے کے پیچھے پاگل بنا رہتا ہے‘ سود سے دلوں میں نفرت‘ دشمنی‘ بغض‘ اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ اور تعلقات خراب ہوجاتے ہیں۔ سودی معاشرہ کنگال‘ معاشرہ ہوتا ہے جہاں مہاجنوں اور ساہوکاروں کی تجوریاں بھری رہتی ہیں اور عام لوگوں کی جیبیں خالی رہتی ہیں‘ سود در سود کی لعنت سے تو لوگ اتنا پریشان ہوجاتے ہیں کہ بہت سے لوگ زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

قتل پر قصاص کا حکم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے

غور کیجئے کہ اِسلام میں قتلِ انسانی پر قصاصِ کا حکم اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت ہے۔ قرآن قانونِ قصاص کو اِنسانوں کے لئے زندگی بتلاتا ہے' غیر مسلم حضرات اسلام کے احکام کی حکمت و مصلحت نہیں سمجھتے' اسی وجہ سے وہ اسلام میں قانون قصاص کو انتہا پرستی' بیجا سختی اور بے رحمی کی بات سمجھتے ہیں' انہیں یہ بات سمجھانی چاہیے کہ معاشرے میں امن و سکون کی فضاء پیدا کرنے اور لوگوں کو قتل وخون اور غارت گری سے بچانے کیلئے قصاص کا حکم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اس میں قتل کا ارادہ کرنے والے کو اپنی جان ضائع ہونے کا ڈر رہتا ہے۔ اگر قاتل کو اپنی جان ضائع ہونے کا خوف نہ رہے تو وہ معاشرے میں کسی کا بھی قتل وخون کرتے رہنے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

زمانہ جاہلیت پر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ جب کسی قوم کے فرد کا قتل ہوجاتا تھا تو لوگ ایک شخص کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے سینکڑوں بے قصور لوگوں کا قتل کرڈالتے تھے یا پھر قاتلِ کوئی بڑا آدمی ہوتا یا طاقتور قبیلے کا شخص ہوتا تو قتل کی ہمت نہ کرتے' اس طرح اسکو کُھلی چھوٹ مل جاتی' پھر وہ مزید قتل کرتے ہی رہتا تھا۔ یہ صورتحال آج بھی قائم ہے۔ ایک انسان کا قتل دراصل ایک خاندان کی موت ہے' بعض حالات میں ایک اِنسان کا قتل ایک قوم کی موت ہے' کیوں کہ ذی استعداد ذی فہم' ذی شعور اور قوم کو سنبھالنے والے لوگ بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کو قتل کردیا جائے تو قوم وملت کی بربادی ہوجاتی ہے' کسی انسان کے قتل کردیئے جانے کے بعد اُسکے بیوی بچے فقروفاقہ میں مبتلا ہوجاسکتے ہیں' اُنکی کفالت بہت مشکل ہوجاتی ہے' عورت بیوہ اور بچے یتیم ہوجاتے ہیں' غور کیجئے کہ جن بچوں کو باپ کا سایہ نصیب نہ ہو اُنکی پرورش کتنی مشکل ہوجاتی ہے۔

اِسلام نے اِنسانی معاشرے میں قتل کے عوض قصاصِ کا حکم دے کر اِنسانوں کو زندگی عطا فرمائی ہے اور انسانی معاشرے میں قتل وخون کی فضاء کو پھیلنے سے بچایا ہے۔ اسلام انسان کی بے حد قدر کرتا ہے اسی لئے اُس نے نہ صرف قتل پر بدلہ کا حکم دیا ہے بلکہ کسی کی آنکھ پر آنکھ اور دانت پر دانت توڑ دینے کا بھی حکم دیا ہے۔

اگر ایک قاتل کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو وہ نڈر بن کر کئی انسانوں کے قتل پر تیار ہوجاتا ہے اور اس قاتل کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی قتل کرنے کی ہمت اپنے اندر پیدا کرلیتے ہیں' قاتل کو قتل نہ کرنا گویا انسانی آستین میں سانپ کو پالنا ہے۔ ایک قاتل کی جان بچا کر بہت سے بے گناہ اِنسانوں کی جانیں خطرے میں ڈالنا ہے یا پھر معاشرے میں ایسی متعدی بیماری کو باقی رکھنا ہے جو آہستہ آہستہ پھیل کر دوسروں کو بھی قتل کرنا آسان بنادے اور دوسروں میں بھی ہمت پیدا کردے۔ قاتل کو قتل کرنا ایسا ہی ہے جیسے متعدی بیماری پر ٹیکہ لگانا' جس سے بیماری پھیلنے نہیں پاتی۔ ایک قاتل کو سزا دینا گویا ہزاروں قتل کو روکنا ہے' اس لئے اسلام نے قتل پر قصاصِ کا حکم دے کر انسانی معاشرے کو زندگی عطا فرمائی ہے۔

لوگوں کو قاتل کے مقابلے میں مقتول سے ہمدردی ہونی چاہیئے' مگر اکثر لوگ اسلام کی دشمنی میں اِسلامی قانون کے تحت قاتلِ کو قتل ہوتا ہوا دیکھ کر قاتل کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور اسلام کے اس حکم کو سخت اور بے رحمی سمجھتے ہیں جب کہ مقتول کے اہل وعیال کی جو تباہی و بربادی ہوتی ہے اور قاتل نے جس بے رحمی کے ساتھ قتل کیا ہے اس کا انہیں احساس ہی نہیں ہوتا' اگر یہی عمل انکے کسی افرادِ خاندان کے ساتھ ہوجائے تو وہ قانون کا سہارا لینے سے پہلے خود ہی قاتل کو قتل کرنے کیلئے دوڑتے اور بدلہ لینا چاہتے ہیں' انکو اس وقت برداشت نہیں ہوتا' اس وقت ان کو یہ بدلہ بے رحمی معلوم نہیں ہوتا۔

چوری پر ہاتھ کاٹنا ظلم اور سختی نہیں

اِسلام چوری پر چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا ہے بظاہر دوسرے اِنسانوں کو یہ عمل بھی بہت ہی سخت نظر آتا ہے' حالانکہ اگر کسی ایک چور کو سزا دی جائے تو اس کے کٹے ہوئے ہاتھ سے سینکڑوں اِنسانوں کو عبرت و نصیحت ملتی ہے اور وہ اس جرم سے دور رہتے ہیں' جن ممالک میں چوروں کے ہاتھ کاٹے نہیں جاتے بلکہ اُن کو محض قید کر دیا جاتا ہے تو وہ جیل سے واپس آ کر پھر بڑی بڑی چوریاں شروع کر دیتے ہیں' کیوں کہ وہ چوری کرنے میں دلیر اور ماہر بن جاتے ہیں' عوام تو عوام حکومت کے اداروں میں بھی چوریاں کرنے سے یہ دریغ نہیں کرتے۔

اِسلام چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا ہے تاکہ اِنسانی اخلاقیات سے یہ انتہائی گری ہوئی حرکت اور گھناونا جرم ختم ہو جائے۔ اسلام اِنسانوں کو محنت و مزدوری کر کے زندگی گذارنے کی ہدایت کرتا ہے۔ حرام کمائی کے بجائے حلال کمائی کی فکر دیتا ہے اور معاشرے کے دوسرے اِنسانوں کو سکون اور اطمینان کی زندگی عطا فرماتا ہے۔ اگر اِنسانوں میں یہ بدٗ عادت آ جائے تو پھر معاشرے سے دیانت داری ختم ہو جاتی ہے۔ اور انسان اخلاق رذیلہ کا شکار ہو جاتے ہیں' چنانچہ جن ملکوں میں چوری پر ہلکی اور معمولی سزا دی جاتی ہے وہاں لوگ سفر کے دوران بسوں اور ٹرینوں میں بھی اپنے سامان اور پاکٹ وغیرہ سے محروم ہو جاتے ہیں اور گھروں میں بھی قفل شکنی کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کی برسوں کی محنت اور جمی جمائی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ اگر انسان میں چوری کی عادت نہ رہے تو وہ سب سے پہلے امانت دار اور دیانت دار بن جاتا ہے اور معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ چوری

انسانی اعمال کی انتہائی نیچ اور ذلیل حرکت ہے۔ چوری انسانی ماتھے پر بدنما داغ ہے۔ چور اور چور کے اہل و عیال کو معاشرے میں بے عزتی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ غرض چوری پر یہ سزا ظلم نہیں بلکہ سینکڑوں اِنسانوں کو اس شیطانی فعل سے محفوظ رکھنا ہے۔

حلال جانور کو ذبح کے بعد کھانے کی اِجازت دینا اور جھٹکا دیئے ہوئے جانور اور مردار کو حرام قرار دینا بھی رحمت ہے

سبزی خور لوگ (Vegitarian) اکثر گوشت خور (Non Vegitarian) اِنسانوں پر تنقید کرتے ہیں' اور غیر مسلم حضرات مسلمانوں پر خاص طور سے تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمان بڑے بے رحم ہوتے ہیں۔ جانور کا گلا کاٹ دیتے ہیں اور اُسے کھا جاتے ہیں' اُس کو وہ جانور کی ہتیا کہتے ہیں' بہت سے غیر مسلم ایسے ہیں جن کو اسلام کے تمام قوانین اچھے لگتے ہیں مگر جانور کو ذبح کرنا اُن کی سمجھ میں نہیں آتا' وہ اسے ایک طرح کا ظلم سمجھتے ہیں۔

ایسے اِنسانوں کو سمجھنا چاہیے کہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے اور مختلف مخلوقات کی مختلف غذائیں رکھی ہیں' جانوروں میں بہت سے جانور صرف سبزی خور ہیں اور بہت سے صرف گوشت خور' اور بعض جانور گوشت اور سبزی خور ہیں' مثلاً بکری' ہرن' گائے' بیل' بھینس' اونٹ' ہاتھی' گھوڑا وغیرہ صرف سبزی خور جانور ہیں گوشت کو منہ نہیں لگاتے' شیر' لومڑی' چیتا' چھپکلی بگلا' گدھ وغیرہ ایسے جانور ہیں جو بالکل سبزی نہیں کھاتے' مرغی اور کئی پرندے اور کچھ جانور وہ ہیں جو گوشت اور ترکاری دونوں کھاتے ہیں' جو کیڑے مکوڑوں کو بھی کھاتے اور دانے بھی کھاتے ہیں' انسان بھی اسی طرح کی غذا استعمال کرتا ہے' وہ سبزی بھی کھاتا ہے اور گوشت بھی۔

اب ذرا غور کیجئے کہ جو جانور دوسرے جانوروں کا شکار کر کے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں تو کیا یہ بے رحمی ظلم' اور ہتیا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی غذا ہی گوشت کو بنایا ہے جس کے بغیر وہ اپنی زندگی کو باقی نہیں رکھ سکتے' اس لئے وہ اپنی غذا جانوروں کا شکار کر کے حاصل کر لیتے ہیں۔ ایک شیر اگر بکری یا ہرن کا شکار کر کے اس کو کھاتا ہے تو یہ ظلم نہیں اور نہ بے رحمی ہے بلکہ یہ شیر کی غذا ہے' بگلا اگر مچھلی کا شکار کر کے کھاتا ہے تو یہ اس کی غذا ہے۔ اللہ نے انسانی جسم کی ساخت ہی ایسی بنائی ہے کہ اس کو گوشت بھی چاہیے اور سبزی و ترکاری بھی چاہیے۔ ایک طرف انسانوں کو اپنی نعمتوں کا مزا اور ذائقہ دینے اور دوسری طرف اِنسانوں کے جسموں میں طاقت وقوت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو گوشت خور بھی بنایا تا کہ انسان لذت اور ذائقہ کے ساتھ اپنے جسموں کو تندرست وتوانا رکھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے چند جانوروں کو انسان کے کھانے کیلئے حلال فرمایا اور تعلیم دی کہ وہ ذبح کے بعد اُن جانوروں کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ عین انسان کی فطرت کے مطابق ہے' نہ ظلم ہے اور نہ بے رحمی۔ جو انسان سبزی خور ہوتے ہیں' اُن میں بعض چوری چوری اپنی فطرت کے مطابق گوشت بھی کھاتے رہتے ہیں اور جو نہیں کھاتے وہ دودھ' انڈے کھاتے ہیں' تو اُن سبزی خور اِنسانوں کو سوچنا چاہیے کہ دودھ دراصل کیا چیز ہے؟ کیا دودھ ایک جانور کا خون نہیں؟ جو خاص طور پر جانوروں کے بچوں کے لئے اُن کے تھنوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔ اب اگر انسان جانوروں کے بچوں کو ماں کے تھنوں سے علحدہ کر کے دودھ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے نکال رہا ہے تو اس کو کیا کہیں گے؟ کیا یہ ظلم اور بے رحمی ہے یا عین ضرورت ہے؟ ایسے انسان خود اپنی دفاع میں جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں اور جانوروں کی پرورش کا انتظام ہے۔ اللہ تعالیٰ جانوروں کے تھنوں میں پندرہ پندرہ اور

بیس بیس لیٹر دودھ وقت واحد میں پیدا فرماتا ہے جو جانور کے بچے کی بھوک کی مقدار سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ دودھ جانور کا بچہ بھی پیئے اور انسان بھی۔ اِسی طرح اگر کوئی سبزی خور انڈے کھاتا ہے تو کیا انڈوں میں جان نہیں ہوتی؟ اس کے ذریعہ تو ایک جاندار بچہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے' کیا انڈا کھانا بھی ظلم اور بے رحمی کہلائے گا یا پھر انسانی ضرورت؟ ڈاکٹر (J.C. Bose) جو ایک ہندوستانی سائنس داں ہے کہتا ہے کہ نباتات میں بھی اسی طرح کی جان ہوتی ہے جیسے دوسرے جانداروں میں ہوتی ہے' اگر انکو ہوا، پانی روشنی نہ ملے تو وہ سوکھ کر مردہ ہو جاتے ہیں، وہ لکھتا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کی تکلیف محسوس کرتے ہیں جس طرح دوسرے جاندار محسوس کرتے ہیں، نباتات کو بھی درد ہوتا ہے اور وہ درد کو محسوس کرتے ہیں۔ اگر انسان کھیتوں میں فصلوں کو کاٹے اور ان سے ترکاریاں غلہ، پھل اور اناج حاصل کرلے تو کیا یہ قتل نہیں؟ کیا یہ جانداروں کو بے رحمی سے کاٹا نہیں جارہا ہے؟ سبزی خور انسان اس وقت یہ کہے گا کہ یہ دَراصل اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ انسان اپنی غذا درختوں اور پودوں سے حاصل کرے' تو ایسے انسانوں کو سمجھنا چاہئے کہ جس طرح وہ اپنی غذا پودوں اور درختوں سے بھی حاصل کررہے ہیں، اسی طرح اُنکی غذا جانوروں کے گوشت، انڈوں اور دودھ کی شکل میں حاصل ہو رہی ہے۔ یہ ظلم، بے رحمی اور ہتیا نہیں کہلائے گا۔ اسلام نے انسانوں کا امتحان لینے کیلئے بعض جانوروں کو حرام قرار دیا اور بعض کو حلال قرار دے کر اُن کو ذَبح کر کے استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، اور مُردار اور جھٹکا کئے ہوئے جانور کو حرام قرار دیا۔ اس پر اگر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ذبیحہ جانور ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جانور کو لِٹایا جاتا ہے پھر اُنکی گردن کی کچھ رگیں بہت ہی تیزی کے ساتھ کاٹی جاتی ہیں۔

ذبح کرنے کی حِکمت و مصلحت پر بھی غور کیجئے

اس طرح ذبح کرنے سے جانور کو بہت ہی کم تکلیف ہوتی ہے۔ ذبح کرتے ہی گردن کی چند رگیں کٹ جاتی ہیں، اور دماغ کو خون کی سپلائی بند ہونا شروع ہو جاتی ہے تو وہ دل کو الارم دیتا ہے کہ خون کو فوراً سپلائی کیا جائے' دماغ کے اس الارم پر دل تیزی کے ساتھ (Pumping) حرکت کرنے، دھڑکنے لگتا ہے اور بدن کے پورے خون کو دماغ کی طرف پھینکنا شروع کر دیتا ہے، چونکہ گلے کی رگیں کٹی ہوئی ہوتی ہیں اسلئے بدن کا پورا خون دو چار منٹ میں تیزی کے ساتھ گردن کے راستے جسم سے باہر نکل جاتا ہے۔

اگر ذبح کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے اور جانور کو کھڑا کر کے یا لیٹا کر ایک دم گردن مار دی جائے تو جانور کا سر جسم یعنی دھڑ سے فوراً الگ ہو جاتا ہے اور دماغ سے اس کا کوئی تعلق بھی باقی نہیں رہتا جس کی وجہ سے دل کی حرکت بھی ایک دم ختم ہو جاتی ہے اور دل کی حرکت بند ہو جانے سے جسم کا سارا خون بدن ہی میں گوشت کے ساتھ رہ جاتا اور جم جاتا ہے' بہت کم خون باہر آتا ہے' ایسے گوشت کو استعمال کرنے سے اِنسان کو مختلف بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ غور کیجئے اللہ تعالیٰ اِنسانوں کا کتنا خیال رکھتا ہے کہ انسانوں کے لئے خون کو حرام قرار دیدیا۔ اِسی طرح یہ خیال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں کو حلال قرار کیوں نہیں دیا صرف چند جانوروں ہی کو حلال کیوں قرار دیا؟ اس کی حکمت اور مصلحت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہم اپنی عقل سے اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ یہ دُنیا آزمائش کی جگہ ہے' پہلی چیز تو انسان کا امتحان لینا مقصود ہے' دوسری چیز یہ کہ بہت سارے جانور مردار کھاتے اور ناپاک چیزیں کھاتے ہیں جس کی وجہ سے اُس کے زہریلے اثرات اِنسانوں کے جسم میں بھی آ سکتے ہیں اور بعض جانوروں کی عادات و

اطوار گندی و ناپاک ہوتے ہیں مثلاً سور کو حرام کرنے کی وجہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے مگر سائنسی اُصول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوّر کا گوشت انسانوں کے لئے نقصان دہ ہے اور وہ گندگی میں پلتا اور گندگی کھاتا ہے' اس کے عادات و اطوار انسانی فطرت میں داخل ہو سکتے ہیں۔

پھر اعتراض کرنے والے اِنسانوں کو اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اُنہی جانوروں کو زیادہ تعداد میں پیدا فرماتا ہے جن کو انسان استعمال کرتا ہے ہر روز دنیا میں بکرے' بکریاں' گائیں' بھینس' اور اونٹ کثیر تعداد میں کاٹے جاتے ہیں اس کے باوجود ہر طرف ان کے ریوڑ کے ریوڑ ہی نظر آتے ہیں' سانپ' سوّر' کتا اور بلی کثرت سے بچے دیتے ہیں اور بعض تو سال میں دو مرتبہ دیتے ہیں' اس کے باوجود ان کی تعداد نظر نہیں آتی' مچھلی انسان اور دوسری مخلوقات کی غذا ہے سمندر' تالاب' اور ندیاں مچھلیوں سے بھرے پڑے رہتے ہیں' شیر' ببر' چیتا تو اب نظر ہی نہیں آتے' حالانکہ ان کو کوئی نہیں کھاتا' دنیا میں کثرت سے ہر روز جانور ذبح ہونے کے باوجود انسانوں کو دودھ انڈے اور گوشت کی کمی نہیں' اس لئے کہ سبزی خوری کے ساتھ گوشت خوری بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی فطرت رکھی گئی ہے۔

اِنسانوں کیلئے ایچ (H) پروٹین بھی بہت ضروری ہے جو جانوروں کے گوشت میں زیادہ پایا جاتا ہے جس میں اِنسانی صحت کیلئے ضروری (Amino Acids) پائے جاتے ہیں۔ پروٹین کی کمی سے اِنسان دو بڑی مہلک بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے جیسے (Kwashiorkor- Marasmus) کہتے ہیں اور یہ مہلک بیماریاں بڑی آسانی کے ساتھ انیمل پروٹین کے استعمال سے دور رہتی ہیں۔ جانور مختلف پودوں اور درختوں کے پتّے کھاتا ہے۔ اُن پودوں میں اور درختوں کے پتوں کو انسان راست (Direct)

نہیں کھا سکتا' اگر کھالے تو انسان کو نقصان ہوتا ہے' جانور ان کو کھاتا اور ہضم کرتا پھر جانور کے گوشت میں پروٹین تیار ہوتے ہیں' پھر انسان جانوروں کا گوشت کھا کر بالواسطہ (INDIRECTLY) درختوں اور پودوں اور ان کی متعلقہ چیزوں کو استعمال کررہا ہے۔ اگر ایک بچہ ۵ مہینے تک ماں کا دودھ پئے اور پھر ۵ مہینے کے بعد اگر دودھ کے ساتھ پروٹین H والی چیزیں نہ دی جائیں تو اسے نقصان ہوتا ہے۔ ایک سال سے پندرہ سال کی عمر تک بچوں کیلئے پروٹین H غذائیں بہت ضروری ہیں' اُسے اس عمر میں نہ ملے تو بڑا نقصان ہوتا ہے' گوشت خوری کے ذریعہ اس کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے یہی وجہ ہیکہ سبزی خور (Vegitarian) انسانوں کی جسمانیت اور طاقت گوشت خور اِنسانوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔

پھر جانوروں کے ذبح سے اِنسانی معاشرے کو معیشت کا بھی بہت بڑا فائدہ ہے۔ جانور کٹتے رہیں گے تو ان کے جسم کے مختلف اعضاء سے سامان اور دوائیں بھی بنائی جاتی ہیں بکروں کے اُون اور چمڑوں سے اِنسانی ضرورت کا بہت سارا سامان تیار کیا جاتا ہے' جانور کے مرجانے کے بعد اس کا چمڑا اتنا کارآمد نہیں ہوتا۔ جتنا ذبح کے بعد چمڑا اِنسان کے کام آتا ہے' مردہ جانور کی کھال اور ذبح شدہ جانور کی کھال کی قیمتِ فروخت میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا

دُنیا میں عام طور پر کوئی بڑا اور مشہور آدمی ہوتا ہے تو اس کے چاہنے والے بہت سے ہوجاتے ہیں' مثلاً کوئی بادشاہ صدر یا کوئی منسٹر یا کوئی دولت مند وغیرہ' مگر کوئی بھی صدر یا لیڈر اپنے چاہنے والوں کو اپنے پارلیمنٹ اور محفلوں میں نام لے لے کر یاد نہیں کرتا اور

نہ کر سکتا ہے (مثال رہبری کیلئے ہے برابری کیلئے نہیں) مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور احسان دیکھئے کہ وہ کہتا ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو فرشتوں کی محفل میں یاد کرتا ہوں' اس کے نام کو فرشتوں میں مشہور کرتا ہوں۔ یہ رحمت نہیں تو اور کیا ہے؟ کیسا اکرام اور محبت ہے مالک کی طرف سے۔

اسلام کے سارے احکام رحمت ہی رحمت ہے

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر ایک مہینے کے روزے فرض کر کے مسلمانوں پر بہت بڑا رحم فرمایا اور رمضان جیسا مہینہ عطا فرما کر مسلمانوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں ڈھانپ لیتا ہے' حج بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے' اِسی طرح زندگی کے تمام شعبوں میں ہر فرد پر ذمہ داریاں عائد کر کے اِسلام نے حقوق عائد کئے ہیں اور دُنیا ہی میں اِنسانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں زندگی گذارنے کے قابل بنادیا' اگر زندگی کے ہر شعبے میں افراد پر علحدہ علحدہ حقوق متعین نہ کردیئے جاتے تو انسان بہت ہی تکلیف اور مشکلات کے ساتھ زندگی گذارتا' ماں باپ' اولاد' میاں بیوی' رشتے داروں' پڑوسیوں' یتیموں' مسکینوں اور مسلمانوں' غیر مسلموں نوکر و آقا کے حقوق وغیرہ وغیرہ یہ سب اللہ کی رحمت ہی رحمت ہے' جس کی مثال اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذاہب میں نہیں ہم یہاں تمام احکامات پر بات نہیں کرسکتے۔ اِسی طرح جنت کی تمام نعمتیں بھی اللہ کی رحمت ہی رحمت ہے' جس کا تذکرہ بھی ہم تفصیل سے نہیں کرسکتے اور نہ یہ ہمارے بس کی بات ہے۔

ایمان والے اللہ کی رحمت ہی سے جنّت میں جائیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جسکا مفہوم یہ ہیکہ ہرگز کوئی جنت میں اللہ تعالیٰ کی

رحمت کے بغیر داخل نہ ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ﷺ پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جائینگے؟ اسکے جواب میں آپؐ نے اپنا دستِ مبارک سر پر رکھ کر فرمایا اور نہ میں جنت میں داخل ہوں گا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

اس حدیث میں اعمال صالحہ کرنے والے اُن عابدوں اور زاہدوں اور ذاکروں اور مجاہدوں کو تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ اپنی نیکیوں اور اعمالِ صالحہ پر ناز نہ کریں اور نہ یہ سمجھیں کہ اپنی عبادات اور مجاہدوں کی وجہ سے جنت کے حقدار بن چکے ہیں۔ بلکہ اُن کو چاہیے کہ اپنے اعمال صالحہ کو ہیچ سمجھتے رہیں اور ڈرتے رہیں کہ کہیں اخلاص کی کمی کی وجہ سے رد نہ کردیئے جائیں، اگر اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائیں تو کوئی اُس سے پوچھنے والا نہیں اور اگر قبول فرمالیا پھر بھی اُن پر کوئی اجر نہ دے تو کوئی اس پر نکیر نہیں۔ اجر ثواب دینا اسکے ذمّہ لازم نہیں یہ تو محض اُسکی رحمت ہیکہ وہ چھوٹے سے چھوٹے عمل پر اجر و ثواب سے نوازتا ہے مگر اُسکی چھوٹی سی چھوٹی نعمت پر زندگی بھر کی عبادت بھی بدل نہیں بن سکتی۔ اسلئے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ کوئی بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگا اور میں بھی رحمت الٰہی کا محتاج ہوں اُسکی رحمت کے بغیر جنّت میں نہ جاؤں گا۔

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ایک ایسے عابد و زاہد کا واقعہ بیان فرمایا جو رات دن اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگا رہتا تھا، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دل میں ایک دن یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اللہ کی عبادت تو کرتا ہوں مگر مجھے بیوی بچوں کی خدمت اور محنت و مزدوری میں کچھ نہ کچھ وقت لگانا ہی پڑتا ہے۔ میرے لئے کوئی ایسی صورت بن جاتی کہ میں یہ سب ذمّہ داریوں سے دُور ہوکر دن رات بس اللہ کی عبادت اور

یاد میں لگا رہوں، چنانچہ اس نے سمندر کے بیچ میں پہاڑ کا ایک ٹیلہ تلاش کیا اور وہاں جا کر رہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کیلئے وہاں پر اُس کی پرورش کا انتظام یوں فرمایا کہ سمندر کے نمکین پانی میں ٹیلہ کے اوپر میٹھے پانی کا چشمہ نکالا اور انتہائی مزیدار میٹھا انار کا درخت اُگایا۔ اب وہ عابد انار کھاتا اور میٹھا پانی پیتا اور دن رات اللہ کی عبادت اور ذکر میں مصروف رہتا۔ پانچ سو برس اس عابد نے اِسی طرح گذار دیئے، اُس نے اللہ سے یہ بھی دُعا کی کہ اے میرے رب! آپ مجھے جب بھی موت دیں حالتِ سجدہ میں دیں اور مرنے کے بعد بھی حالتِ سجدہ ہی میں میرے بدن کو قیامت تک باقی رکھیں تاکہ میں قیامت تک سجدہ میں رہوں اور سجدہ گذار بندہ سمجھا جاؤں۔ اللہ نے اُسکی دُعا قبول فرمائی۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اُسکا عین سجدہ کی حالت میں انتقال ہوا اور آج تک اُسکا بدن اُس پہاڑ کے ٹیلہ پر محفوظ ہے، لیکن اللہ نے اُسکے اطراف ایسا جنگل پیدا فرمادیا ہے کہ کوئی جا نہیں سکتا، لوگ جانے سے ڈرتے ہیں، اس ٹیلہ پر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

مرنے کے بعد اُس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا اے بندے! میں نے تجھے اپنے فضل و کرم سے بخش دیا اور ملائکہ سے فرمایا کہ جنت کے اعلیٰ مقامات میں اس کا نام لکھدو اور اِس کا داخلہ جنت میں کردو اور جہنم سے اِسکو نجات دیدو اُس عابد کے دِل میں یہ خیال پیدا ہوکہ پانچ سو برس مسلسل میں نے ہر چیز کو چھوڑ کر عبادت کی، پھر بھی اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے اپنے فضل و کرم سے بخشدیا، کم سے کم میری تسلی کیلئے ہی کہہ دیتے کہ تیری نمازوں کی وجہ سے تجھے نجات دی، تو نے پانچ سو برس سجدے کئے تھے اُس کے صلہ میں نے تجھے جنت دی، مگر کہہ رہے ہیں کہ اپنے فضل و کرم سے بخشدیا، گویا میں نے اللہ کے سامنے کچھ کیا ہی نہیں۔ اس قسم کا ایک

وسوسہ اُس کے دل میں پیدا ہوا۔ ان اللہ علیم بذات الصدور۔ اللہ تو دلوں کی دھڑکن تک سے واقف ہے، جیسے ہی یہ وسوسہ پیدا ہوا، حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا، بجائے جنت میں لے جانے کے اس کو جہنم کے راستے پر لے جاؤ، اور جہنم سے اتنی دور کھڑا کردو کہ وہاں سے جہنم پانچ سو برس کے راستے پر ہو، فرشتوں نے اُس کو جہنم کے راستے پر کھڑا کردیا، جہنم کی تیزی کی وجہ سے اب اُس عابد کے بدن میں کانٹے پڑ گئے۔ وہ پیاس سے پانی پانی چلّانے لگا حدیث میں ہے کہ ایک ہاتھ نمایاں ہوا، جس میں ٹھنڈے پانی کا کٹورا تھا، عابد دوڑ کر کہا اے خدا کے بندے یہ پانی مجھے دینا، وہ ہاتھ پیچھے ہٹ گیا، آواز یہ آئی کہنے والا تو کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ پانی تو ملے گا مگر اُس کی قیمت ہے، مفت نہیں دیا جاسکتا۔ اُس نے کہا کیا قیمت ہے؟ آواز یہ آئی پانچ سو برس خالص عبادت کے بدلہ میں یہ کٹورا مل سکتا ہے، عابد نے کہا میرے پاس پانچ سو برس کی عبادت ہے اور بڑی خالص عبادت ہے۔ اس میں کوئی نفاق شامل نہیں، میں اپنی عبادت دینے کیلئے تیار ہوں، پھر وہ ایک کٹورا پانی پی لیا، پینے کے بعد ذرا اُس کے دم میں دم آیا۔ حق تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ اس کو واپس لاؤ، واپس لایا گیا، حق تعالیٰ نے فرمایا اے بندے! تیرے پانچ سو برس کی عبادت کی قیمت تو ادا ہوگئی اور وہ قیمت تو نے ایک کٹورا پانی کے بدلہ دیدی اور پانی تجھے دے دیا گیا۔ اب ذرا میری نعمتوں کا حساب دے، وہ جو دُنیا میں تو نے لاکھوں کٹورے پانچ سو برس تک پیئے اُن کے بدلے میں کیا عبادت لیکر آیا ہے اور وہ جو انار کے لاکھوں دانے تو نے کھائے ہیں تو اَنار کے ایک ایک دانے کے بدلے میں کتنے سجدے لے کر آیا ہے، یہ تو دانہ اور پانی تھا۔ وہ جو تو نے ہماری ہوا کے ذریعہ لاکھوں سانس لئے ہیں، جس سے تیری زندگی قائم تھی، اب ایک ایک سانس کا حساب دے کہ اُس کے بدلے میں کتنی عبادتیں لے کر آیا ہے اور وہ جو تیری آنکھوں میں ہم نے

نور پیدا کیا تھا، جس سے تو اچھے بُرے کو دیکھتا تھا، ایک ایک نگاہ کے بدلے میں کتنے سجدے لے کر آیا ہے اور جو تیرے بدن میں ہم نے طاقت دی تھی اُس کا حساب دے، اس طاقت کے بدلے میں کتنی عبادتیں کیں، اور وہ جو تیرے دل میں توفیق وارادہ پیدا کیا تھا، اُس کا بدلہ کیا لے کر آیا ہے، طاقت ہم نے دی، ارادہ تیرے دِل میں ہم نے پیدا کیا، توفیق ہم نے دی، دانہ پانی ہم نے پیدا کیا، تیرے بدن میں جان اور ہمت ہم نے پیدا کی، پھر بھی تجھے دعویٰ ہے کہ میں نے کچھ کیا اور میرے کئے کے بدلے میں کچھ ملے۔ ارے یہ تو ہمارا کیا کرایا ہے۔ تو نے کیا کیا، جس کے بدلے میں تو چاہتا ہے کہ تجھے صلے، ملے، اگر کیا ہے تو اب حساب دے۔ عابد تھرّا گیا اور کہنے لگا یا اللہ بے شک نجات آپ کے فضل سے ہوتی ہے، کسی کے عمل سے نہیں ہوتی، عمل کی تو یہ قدر و قیمت ہے کہ پانچ سو برس کی عبادت ایک کٹورا پانی کے برابر بھی نہیں، اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اگر وہ توفیق نہ دے تو آدمی عبادت نہیں کر سکتا۔

اِنسانی فطرت

انسان کی فطرت ہے کہ جب کوئی اس کے ساتھ احسان کرتا ہے تو وہ اپنے محسن کا شکر گذار اور وفادار بنا رہتا ہے۔ اور پھر احسان جس درجہ اونچا رہے گا یا احسانات کی مسلسل زیادتی رہے گی تو انسان اُن احسانات کی وجہ سے اپنے محسن سے بے انتہا محبت، عزت کرتا اور اس کا ادب واحترام وتعظیم ہروقت بجالاتا ہے۔ اور ہمیشہ گفتگو سے اُس کے احسانات کا تذکرہ کرتا اور عمل سے احسان مند ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ ہم

دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے دوستوں، رشتے داروں اور حاکموں کے احسانات پر اُن کے گیت گاتے اور اُن کی تعریف کرتے پھرتے ہیں۔ اور عمل سے بار بار اُن کی شکر گذاری کا اظہار کرتے ہیں۔

مگر اِنسانوں کی اکثریت اپنے مالک و پروردگار کے ساتھ اُس کے برعکس رویہ رکھتی ہے اور دن رات اپنے مالک کے احسانات میں گھیرے رہنے اور ان سے فائدہ اُٹھانے کے باوجود نہ اُن احسانات کو یاد رکھتی اور نہ اپنے رویہ اور عمل سے اپنے مالک کی شکر گذاری کا اظہار کرتی ہے۔ اُلٹا اپنے مالک کے ساتھ غفلت و نافرمانی کا رویہ رکھ کر ناشکری کرتی ہے۔ اور مالک کی نعمتیں استعمال کرنے اور مسلسل نعمتوں کے سایہ میں زندگی گذارنے کے باوجود یا تو مالک ہی کا انکار کرتی یا مالک کے بجائے غیر مالک کی شکر گذاری کرتی ہے اور مالک کی ناشکری کرتی ہے دنیا میں کوئی بھی انسان دوسرے انسان پر بغیر غرض وحاجت کے احسان نہیں کرتا مگر مالک کائنات اپنے بندوں پر بغیر کسی غرض اور مطلب یا بدلے کے احسان کرتا ہے اور مسلسل احسانات وانعامات کی بارش برساتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار مختلف مقامات پر بندوں کو اپنے احسانات وانعامات کو یاد دلایا ہے اور سورۂ رحمٰن میں احسانات یاد دلا کر یہ احساس دلایا کہ ’’آخر تم اپنے مالک کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے‘‘۔

یاد رکھئے جو انسان ایماندار ہوتا ہے وہ اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے اور نمک حلال ہوتا ہے چاہے اُس پر کیسے ہی حالات کیوں نہ آجائیں وہ اپنے مالک کے احسانات کو نہیں بھولتا، ہمیشہ اُس کا شکر گذار رہتا ہے۔ جو انسان بے ایمان ہوتا ہے وہ اپنے مالک کے ساتھ بے وفا اور نمک حرام ہوتا ہے اور احسان فراموش بن کر اپنے مالک ہی کے

ساتھ نافرمانی اور بغاوت کرتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں سینکڑوں انسان دن رات اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کرنے کے باوجود اللہ کے احکام کے خلاف چلتے اور احکام کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

انسانوں میں اطاعت وفرمانبرداری کا مادہ پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے محبت ہونا ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کیلئے انسانوں کو بار بار اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلائے جائیں۔ اور جس انسان کو اللہ تعالیٰ سے جتنی محبت بڑھے گی وہ اطاعت وفرمانبرداری میں اُتنا ہی آگے رہیگا اور اپنے عمل سے ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری کا اظہار کرے گا۔ یہ کتاب بھی اِنسانوں میں اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کیلئے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہےکہ اس کتاب سے فیض جاری فرمائے۔ اور ہمیں اپنے مالک و پروردگار سے خوب محبت عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے اس کی کوئی بات، کوئی کام اور کوئی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں۔ وہ کوئی کام بیکار نہیں کرتا۔ بس مومن کا کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے اس یقین وعقیدہ کے ساتھ سر تسلیم خم کردے کہ اللہ کا حکم ہے، چاہے اس حکم کی مصلحتیں اس کی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ تمام احکام وقوانین بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت دو قسم کی ہے ایک عام رحمت صفت رحمٰن دوسری خاص رحمت صفت رحیم۔ کائنات کے ذرہ ذرہ کو صفت رحمٰن ہی کے ذریعہ فیض مل رہا ہے۔ گویا ہر ذرہ کو پیدا ہونے، پروان چڑھنے اور پرورش و دیکھ بھال کرنے میں صفت رحمٰن ہی کا دخل ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوقات سے جو بھی رحم ملتا نظر آتا ہے وہ جزوی، وقتی، محدود ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا عطائی ہے۔ جس کی وجہ سے مخلوقات میں رحم ومحبت نظر آتی ہے گویا اللہ تعالیٰ کا رحم اور رحمت مخلوقات کے ذریعہ نظر آتی ہے مثلاً اگر اللہ تعالیٰ اولاد کیلئے

ماں باپ کے دل میں رحم و محبت نہ ڈالتا تو ماں باپ اولاد کو اپنے لئے بڑے دشمن سمجھتے اور اپنے عیش و آرام میں مصیبت سمجھتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ماں باپ میں اولاد کی محبت اور رحم ڈال کر جانداروں کے پیدا ہونے والے بچوں کی پرورش کو آسان بنا دیا۔

یہ دراصل رحمٰن ہی کی محبت و رحم ہے جو مخلوقات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اسی عام رحمت کی وجہ سے مومن و کافر ہر ایک کو زندگی کا تمام سامان مل رہا ہے اور دُنیا کی اس امتحانی زندگی جنت اور دوزخ دونوں راستوں میں سے کسی بھی راستے کو اختیار کرنے کی بھرپور آزادی و اختیار دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ رحمٰن ہے اس لئے اپنے بندوں کو اُن کے گناہوں پر فوراً پکڑ نہیں لیتا بلکہ برسوں ڈھیل اور مہلت دیتا ہے اور سمجھنے اور سنبھلنے کا موقع عطا فرماتا ہے، اور جب بندہ توبہ کرتا ہے تو زندگی بھر کے گناہ کیوں نہ ہوں معاف کر دیتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''اے لوگو تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ گویا وہ اپنے بندوں کو اپنی صفت رحمٰن اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تاکہ اس کے بندے اس کے رحمت کا پرتو اور سایہ بنیں۔ اور انسانوں کے ساتھ رحمت کا برتاؤ کریں۔ اسی طرح حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ رحم اور فضل کرنا چاہتا ہے تو اس بندہ کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اس لئے اگر کوئی بندہ ایمان قبول کر کے حضرت محمد ﷺ کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی کرنا چاہتا ہے تو وہ عام رحمت کے ساتھ ساتھ خاص رحمت کے سایہ میں دنیا میں بھی زندگی گذارتا ہے۔ گویا مومن بندہ کو صفت رحمٰن کے ساتھ ساتھ صفت رحیم سے بھی فیض یاب ہونے کا دُنیا میں بھی موقع ملتا ہے اور مرنے کے بعد قبر، حشر اور جنت میں بھی شان رحیمی کے سایہ میں وہ رہتا ہے۔ گویا انسان اگر چاہے تو دنیا میں رب چاہی زندگی اختیار کر کے صفت رحیم سے بھی فیض یاب ہو سکتا ہے۔ ورنہ جو لوگ دُنیا میں

قرآن مجید کے احکام سے دور اور حضور ﷺ کی اتباع نہیں کرتے وہ صفت رحیم سے فیض یاب ہونا نہیں چاہتے۔ حضرت محمد ﷺ قرآن مجید، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، اور دین کے تمام احکام دراصل صفت رحیم ہی کا سرچشمہ ہے جو انسانوں کو دنیا میں بھی فیض یاب ہونے کیلئے رکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہی نے خود اپنی رحمت کو اپنے غضب پر غالب کر دیا

بخاری کی روایت کا مفہوم ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب رہے گی۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ جنگی قیدی آئے ان میں سے ایک عورت بھی تھی جس کا شیر خوار بچہ چھوٹ گیا تھا۔ وہ بچے کی ممتا میں اتنی بے چین تھی کہ جس بچے کو دیکھتی اپنی چھاتی سے چمٹا لیتی، حضور ﷺ نے اس کا حال دیکھ کر صحابہؓ سے پوچھا کیا تم لوگ یہ توقع کر سکتے ہیں کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھوں آگ میں پھینک دے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں۔ خود پھینکنا تو درکنار وہ اپنے آپ گرتا ہو تو یہ اپنی حد تک اسے بچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی۔ فرمایا:۔ **اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا۔** اللہ کا رحم اپنے بندوں پر اس سے بہت زیادہ ہے جو یہ عورت اپنے بچے کیلئے رکھتی ہے۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ فرشتے بھی سفارش کر چکے، انبیاء بھی سفارش کر چکے، اہل ایمان بھی سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہیں رہا، سوائے الرحمٰن الرحیم کے، چنانچہ اللہ تعالیٰ جہنم سے اپنی مٹھی بھر کر لوگوں کو نکالے گا جو موحد لوگ ہوں گے (مسلم)